وما کنت ترجوا ان یلقی الیک الکتب الا رحمۃ من ربک فلا تکونن ظہیرا للکفرین

الحق یعلو ولا یعلی

الحمد للہ کہ عجالۂ نافعہ بجواب ہفوات امر اسلا گیا پنچ نمبر ۳۹ مطبوعہ ۷ دسمبر سنہ ۱۸۹۷ء

مسمیٰ بہ

دافع مغالطۂ ندویہ

۱۳۱۵ھ

از تصنیف لطیف جناب مولوی ظہیر الدین صاحب فحق سنی حنفی
عظیم آبادی دام مجدہ تلمیذ التلمیذ حضرت علامہ خیرآبادی تلمیذ جناب
سید شاہ محمد حسین صاحب ارمز حنفی قادری فضل رحمانی حاجی پوری مدظلہما

باہتمام وانتظام

خادم سنت واہل سنت عبد الوحید فردوسی عظیم آبادی منتظم تحفۂ مہتمم مطبع حنفیہ

مطبع حنفیہ واقع پٹنہ محلہ لودیکٹرہ میں حلیۂ انطباع سے مزین ہوکر شایع ہوا

حق حق حق

(دافع مغالطہ ندویہ)

۱۳۱۵ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامداً و مصلیاً

خوب پردہ ہی کہ چلمن سے لگے بیٹھے ہین
صاف چھپتے بھی نہین سامنے آتے بھی نہین

نا فہمی۔ خود پسندی نے بعض اوچھی اور کمظرف طبیعت والے حضرات کے دماغ مین یہ خیال راسخ کر دیا ہے کہ کتنے ہی پیچیدہ اور نہایت غور طلب مباحث کیون نہون مگر ہم بلا غور و فکر کے نہایت آسانی کیساتھ انکو سمجھ سکتے ہین۔ تمام مالہ و ما علیہ پر فوراً عبور ہوجانا ایک معمولی بات ہے۔ علمی مطالب معرکۃ الآرا ابحاث مین قطعی راے لگا کر بڑے زور و شور سے اپنی نکتہ شناسی۔ نازک خیالی کا اپنے آپ آوازہ بلند کرنا منتہا ر لیاقت و کمال قابلیت کی دلیل سمجھی جاتی ہے۔ انکی تحریر شاہد۔ تقریر مثبت کہ جو کچھ ہمنے سمجھ لیا وہی حق ہے۔ ہماری معلومات کو نہ عقلی استدلال غلط ثابت کر سکتا ہے۔ نہ نقلیات شرعیہ مین یہ قوت کہ ہمارے مضبوط راے پر کوئی صدمہ پہونچا سکین۔ ہماری تحقیق تمام عیوب سے پاک اور ہر نقص سے صاف ہے وہ امور جو ہمارے مشرب آزادی کے موافق ہین۔ جنکو ہمنے اپنا دستور العمل ٹہرا رکھا ہے

جن امور کو ہم نگاہ قبول سے دیکھتے ہین وہی ٹھیک ہین باقی سب ہیچ۔ انکے سوا دوسری بات
بگوش انصاف سے ہم سنین نہ چشم حقیقت سے ہم کسیطرف دیکھین۔ نہ ہمکو کسی دلیل کی ضرورت نہ حجت کی احتیاج۔
لیکن وہ نورانی دماغ جوان شوایب وہمیہ اور خیالات مجنونانہ سے بے لوث ہین اُنکو کامل
یقین ہوکہ جس شخص نے اپنی سمجھ کو اس قدر زہر آلود کرلیا ہو وہ بہت جلد اپنی فطرتی تھوڑی
بہت عقل کا خاتمہ کردیگا۔ سچی سیدھی بات کیطرف ایسے حضرات کا ذہن انتقال ہی نہین
کرسکتا۔ اِنکی بیہودہ خیالی اُنکی سفلہ مزاجی۔ کج فہمی اُنکو نہ کسی دینی کام کا رکھیگی نہ دنیاوی مصرف کا
وہ ہمیشہ اپنے خیر طلب کو اپنا بدخواہ سمجھینگے۔ اور یہی نہین کہ اُسکے وسیع اور عام فیض سے
فائدہ نہ حاصل کرین بلکہ اُسکو خود غرض بد اندیش وغیرہ وغیرہ کہکر اُسکا دل دُکھایا جائیگا
ہان اسی کج فہمی وخود بینی کا ایک لازمی اثر یہ ہے کہ انسان اپنے دعوے کے اثبات مین
وہ دلایل پیش کرے جو بداھۃً اُس کے دعوے کا قلع قمع کرتے ہون جس بات کا
حسن یا قبح بکرات ومرات سمجھایا گیا تھوڑی دیر مین اُسکے خلاف پھر سُن لیجئے۔ حضرات
خیال من وتو سے درگزر فرماکر منصفانہ فیصلہ فرمائیے کہ اسوقت تک **ندوۃ العلما**
کے چار جلسے ہو چکے اور اس عرصہ مین علما اہل سنت کیطرف سے متعدد رسایل مختلف
بیانات کے ذریعہ سے مفاسد ندوہ علما ندوہ وارکین کی خدمات مین پیش کئے گئے۔
بعض حضرات نے بحمایت ندوہ دو دو چار چار بعض نے کچھہ زاید اوراق بھی سیاہ کئے
مگر فرمائیے کہ معترضین کے ایک اعتراض کا بھی جواب دیا گیا یا ابتدا سے انتہا تک اور ان
گھاٹیان ہی بتائی گئی ہین۔ علما اہل سنت نے اپنی تالیفات مین ندوہ کے رسایل کا
صفحہ اور سطر کا نشان دیکر اعتراض کئے۔ جواب مانگا۔ مگر **صدر و ناظم** نے مردانہ وار
مقابلہ کی تاب نہ لاکر ایرا غیرا کے نام سے کچھہ کچھہ لکھا لیکن اسیطرح کہ کچھہ موجودہ زمانہ کا

دھکر اڑا دیا کچھہ ادھر ادھر کی اور باتین بنا دین۔ کیا مقدور جو اصل مطلب کی بات زبان قلم پر آسکے۔ اُن سب تحریرات کا ماحصل یہی ہے کہ ندوہ بہت اچھا ہی مخالفین ندوہ ضرورت زمانہ سے ناواقف بلکہ مخالف اسلام ہین۔ ندوہ مین کوئی قباحت نہین ہے۔ ہم جو کہتے ہین اسکو بغیر کسی دلیل کے تسلیم کر لو ورنہ سخت نقصان اُٹھاؤگے وغیر ذٰلک من الخرافات۔ جیسے اعلام۔ قول فاصل۔ مقاصد ندوہ۔ تائید الندوہ وغیرہ رسایل ندویہ کو ایک سرسری نظر سے بھی دیکھا ہے وہ ان حضرات مصنفین و علماء ندوہ کی جہالت کج فہمی۔ خود بینی۔ حق پوشی۔ ناحق کوشی کا بخوبی اندازہ کرسکتا ہے۔ غور کیجئے تو اُنکی قابلیت کے نمونے یہ کچھہ کم نہ تھے۔ مگر سمجھہ کا پھیر۔ خود پسندی ہر وقت اپنا نیا رنگ ظاہر کر رہی ہے کب تصور ہے۔ اسوقت اخبار گیا پنچ نمبر ۳۹ ہمارے ملاحظہ مین ہے جسمین کسی بہاری صاحب نے اپنی سمجھہ دار طبیعت کی عجب تعجب انگیز بہارین دکھائی ہین۔ پرچۂ مذکور مین ایک مراسلہ بعنوان تہدید الندوہ شایع کیا گیا ہی جسکو نہایت تفاخر و تعلی کیساتھہ تہدید الندوہ کا جواب ٹھہرایا جاتا ہے۔

قبل اسکے کہ مراسلہ ہذا کی بابت ہم اپنے خیالات کا اظہار کرین۔ تہدید الندوہ کی نہایت اجمالی اور مختصر کیفیت کیطرف اشارہ کر دینا ضروری ہے۔ تہدید الندوہ کے ابتدائی حصہ مین نہایت وضاحت کیساتھہ ارباب و اراکین ندوہ کا پٹنہ و بہار مین احقاق باطل و ابطال حق پر زور دینا ثابت کیا گیا ہے۔ ناظم صاحب وغیرہ کا پٹنہ و بہار مین پہونچکر ھل من مبارز کا پکارنا اور خصم کو مستعد دیکھکر یہ جادہ جا کانپور کی راہ لینا و دیگر حالات ارباب ندوہ جو پٹنہ و بہار سے متعلق ہین بیان کئے ہین۔ اور اسی ضمن مین حامیان مذہب اہل سنت والجماعت حضرت جناب مولانا شاہ امین احمد صاحب فردوسی بہاری صاحب سجادہ حضرت مخدوم شرف الدین یحییٰ منیری اور حضرت مولانا شاہ بدر الدین صاحب صاحب سجادہ

پھلواری شریف اور حضرت جناب سید شاہ محمد اکبر صاحب ابوالعلائی صاحب سجادہ داناپور
اور حضرت مولانا سید شاہ نصیر الحق صاحب چشتی نظامی اور جناب سید شاہ عزیز الدین صاحب فخری ابوالعلائی
اور جناب مولانا سید عبدالعزیز صاحب صابری اور جناب مولانا یوسف حسن صاحب اور جناب
مولانا محمد فتح الدین صاحب اور جناب مولانا محمد امیر علی صاحب اور جناب مولانا محمد عبدالباری صاحب
حاجی پوری وغیرہم کی اُس بلیغ اور مبارک کوشش کا بھی تذکرہ کردیا گیا ہی جو محض خالصاً
لوجہ اللہ فرماکر ندوہ کی شر سے صدہا عوام بہار و پٹنہ کو محفوظ رکھا۔ اسکے بعد تائید الندوہ
کے قول قول کی رکاکت بدلایل عقلیہ و نقلیہ ثابت کیگئی ہے ختم رسالہ پر یہ امر ظاہر کردیا
گیا ہے کہ اگر جواب کا قصد کیا جائے تو ان معروضات پر توجہ ضرور ہے کہ اولاً ہمارے
حوالکو رسایل ندوہ سے مطابق کرلیا جائے۔ ثانیاً جب صدر و ناظم کو اسوقت تک
یہی دعویٰ ہے کہ ہم سنی حنفی ہین ندوہ مین کوئی امر خلاف مذہب اہلسنت نہین لہذا اونکی
طرف سے جو لکھا جاوے وہ بحوالہ کتب محققین اہل سنت ہو۔ ثالثاً صدر و ناظم کا پچھلے
مذہب سے رجوع یا اونکا کوئی بھی اقرار و انکار جو ہو وہ مجرد آپ کا بیان قابل اعتبار
نہین ہوسکتا انکی مُہری و دستخطی تحریر ہونا ضرور ہے۔ رابعاً جواب مین مولوی حقانی
صاحب وغیرہ کے تتبع سے احتراز رہے کہ اصل مطلب سے کوسون دور ہوکر تحریر کو
طوالت دیجائے اور امور نزاعیہ سے یکلخت بے توجہی خامساً وہ امور جنکے حسن
یا قبح مین ہمکو خلاف نہین اُنکی تکرار سے کامل اجتناب رہے کہ اس سے بجز تضییع وقت
کے اور کیا حاصل۔ مگر افسوس کہ مجیب صاحب کو یہ خیال نہ آیا کہ تہدید الندوہ کے دیکھنے
والے اس اٹکل پچو تحریر کو دیکھکر سواے اسکے اور کیا کہینگے کہ یہ بھی لہو لگاکے شہیدونمین
ملگئے زمانہ پان کہاکر مونہہ لال کرتا ہے دیوانہ پتھر مارکر خون بہاتا ہے۔ صاحب تہدید کے

کسی معروضہ پر مطلقاً توجہ نہین کیگئی ۔ البتہ ایسے بیمعنی اور غیر مفید مضمون کی اشاعت سے
ایک اخبار کی وقعت پر ضرور حرف آتا ہی جسکو انصاف کیساتھ لاگ نہین ہے جسکو عقل سے
کچھہ بھی لگاؤ ہی وہ سمجھہ سکتا ہی کہ مراسلہ نویس صاحب سمجھہ کر نا سمجھہ بننے کی کوشش کرتے ہین
خدا نے آنکھین دی ہین مگر انسے کام لینا نہین چاہتے اور نیز انکا یہ خیال ہی کہ دوراز کار خارج
از مبحث بلکہ غیر واقعی امور پیش کر دینے سے صاحب تہدید کے اعتراضات کا دفع ہو جاوےگا
اراکین ندوہ کے ٹوٹے پہوٹے خیالات مین مضبوط گرہ لگا دینگے ۔ خیر یون تو اپنے ذہن مین
وہ کچھہ کیون نہ سمجھ لین باقی ہر سمجھہ والا سمجھتا ہے کہ جو وہ سمجھتے ہین وہ انکی نری خام خیالی اور
بوالہوسی ہے ۔ ہان اگر چند عامی طبایع جو قدرتی طور پر سادہ لوح بنائے گئے ہین وہ ہان
مین ہان ملا دین تو چندان جائے تعجب نہین ۔ ان ہی سادہ لوح اور بے مایہ حضرات کی
ہمدردی ہمکو اس مراسلہ کی توضیح و تشریح پر متوجہ کرتی ہے ۔ لہذا ہم اُس مراسلہ کو ہر مطلب
کو جُدا جُدا نمبر وار ہدیۂ ناظرین کرتے ہین اور ہر نمبر کیساتھ ساتھ ہمارے انصاف پسند
ناظرین اُسکا مختصر جواب بھی ملاحظہ فرماتے جاوین ۔

(۱) (ہر شخص جانتا ہے کہ الحق مر مثل مشہور ہے آپ نے اپنی قابلیت ظاہر کرنے کو
ولو کان مر کا پچھلا بھی لگا دیا نحو میر پڑھتے والا طالب العلم بھی جانتا ہی کہ کان کی
کی خبر منصوب ہوتی ہی اس جملہ مین لفظ مر کان کی خبر ہے لو کان مرًا ہونا چاہئے
یہ بھی نہین کہا جا سکتا کہ کاتب کی غلطی ہی کیونکہ اگر مرًا کہا جاے تو مر کا سجع رفو چکر ہو جائے)
جب چشم بد دور آپکی قابلیت کا یہ حال ہے پھر دخل در معقولات کی کیا ضرورت تھی بقول شخصیکہ
رہین چھپڑے مین اور خواب دیکھین شاہ نشینون کی گستاخی معاف ابھی طفل مکتب ہو ۔
کچھہ ہو جاؤ اسکے لئے ایک مدت چاہیئے ۔ زیادہ بڑھکر بولنا اچھا نہین ہوتا ۔ زیادہ دوڑ کر چلنے

والے موتھہ کے بھل گرتے ہین۔ تم خوب سمجھہ لو اور یاد رکھو کہ جبتک کج فہمی کا بھوت تمہارے سر پر سوار ہی جبتک خودبینی کی عفرتیہ تمہارے دلپر قابض ہے تم ہرگز کسی قابل نہین ہوسکتے۔ ہماری اس بیش قیمت نصیحت اور کارآمد مفید صلاح پر مراسلہ نویس صاحب عمل کرین یا نکرین انکو اختیار ہی مگر انصاف پسند حضرات اور محقق طبایع معترض صاحب بہادر کے اعتراض کا منشا اور پھر انکی کج فہمی ملاحظہ فرمائین۔

اس اعتراض کا منشا یہ ہے کہ کسیطرح **ارکین** ندوہ کی پیشانی سے کلنگ کا ٹیکہ مٹا دینا چاہیے۔ حضرات **اہل سنت** نے جو اُن کے اغلاط فاحشہ کی گرفتین کی ہین اُسکا تدارک ہوجاے **تحفۂ محمدیہ** مین جو آیات قرآنیہ کی تصنیف کا بیڑا اُٹھایا گیا۔ اور علاوہ رسایل اہلسنت اخبار **دہلی گائیڈ** و **زمانہ کانپور** وغیرہ مین بہت کچھہ لے دے کیگئی ارباب ندوہ کی جہالت کم استعدادی نے بہت کچھہ شہرت پائی۔ اُسکی مکافات کے لئے یہ اعتراض جمایا گیا۔ صاحب **قول فاصل** کی جہالت **رغم الہازل** مین بخوبی ظاہر کردیگئی کہ آیۂ قرآنی مین کیاکچھہ ردوبدل کردیا۔ علی ہذالقیاس اور متعدد جہالتون کے الزام جو ارباب ندوہ کے سر قایم ہین اُنکے دفع کیلئے یہ دُرفشانی ہوئی ہو دبس۔ مگر ہم پوچھتے ہین کہ جب آپکا سارا طایفہ اُن الزامات کے اُٹھا دینے سے عاجز ہوگیا پھر **تہدید الندوہ** کے ٹائٹل پیج کی عبارت پر اعتراض کردینے سے کیا وہ سب اعتراضات دفع ہوگئے۔ حضرت سلامت اگر کچھہ غیرت ہے تو پہلے اپنے گھر کی خرابیون کی اصلاح کرلیجئے اُسکے بعد دوسری طرف توجہ کرنا مناسب نہ ہوگا۔ کیا تہدید الندوہ کے ٹائٹل پیج کی ایک غلطی سے تحفۂ محمدیہ پرسے یہ قوی اعتراض دفع ہوگیا کہ آیۂ کریمہ ھل یستطیع ربک مین بالغیبۃ کا لفظ اپنی طرف سے بڑھا کر اُسکی شرح بھی کردیگئی کہ کیا تیرا پروردگار غایب ہوسکتا ہے۔ کیا صاحب **قول فاصل** کی یہ جہالت نرہی کہ آیۂ کریمہ مین گھٹا بڑھا کر تحریف لفظی کا ڈپلومہ حاصل کیا آپ فرمادین کہ

من یتبع غیر سبیل المومنین نولہ ما تولی کون سے پارہ کس سورہ مین ہے۔
کیا ہماری اس ابتدائی تمہید سے آپ یہ سمجھکر خوشی کے مارے اچھل پڑے کہ ہمنے
غلطی کا اعتراف کرلیا۔ لوح کی عبارت مین سے فی الواقع الحق مرۃ ولو کان دمرا غلط ہو
اجی حضرت بیوقت کا بہت سا ہنسنا اچھا نہین ہوتا۔ خوشی کیسی ابھی تو آپ کو اپنے نصیبون کا
بہت کچھ رونا باقی ہے۔ اگر آپ ایسا سمجھ لئے تو یہ بھی آپ کی کج فہمی کا اثر ہے۔
تہدید الندوہ کے ٹائٹل پیج پر جو لکھا ہے اُسکو کوئی لکھا پڑھا غلط نہین ٹھہرا سکتا
الحق مرۃ ولو کان دمرا ضرور صحیح ہے۔ البتہ آپکی ہذیان سرائی اور یاوہ گوئی سے آپکی
ناقابلیت وجہالت کا پورا ثبوت ملتا ہے۔ اور قطع نظر جہالت کے آپکی عیاری بھی ظاہر ہوگی
اُس عبارت مین تحریف کرنیسے آپ نہ چوکے۔ کچھ اپنی طرف سے بڑھا کر اپنی خوے بد کے
جوہر دکھائے ہین۔ آنکھون والا دیکھ سکتا ہے کہ لوح پر جو عبارت لکھی ہوئی ہے وہان کوئی اعراب
نہین دیا گیا ہے۔ آپ نے اپنی طرف سے لفظ **دمرا** پر پیش لگاکر اعتراض جمادیا۔
جو بات نفس الامری اور واقعی ہو وہ بمصداق ؎ گاہ باشد کہ کودک نادان ٭ از غلط
بر ہدف زند تیرے ٭ کیسا ہی نادان کیون نہ کہے اُسکو تسلیم کرنا چاہیئے۔ ہم بھی تسلیم کرتے ہین
کہ آپ جیسے مبتدی بے استعدادی جنکا منتہا تحصیل **نحو میر** ہو اور وہ بھی مارے باندھے
بدشوقی کا نا سمجھی کیساتھ وہ ضرور یہ اعتراض کرسکتے ہین کہ **کان** کی خبر منصوب ہوتی ہے لہذا
دمرا چاہیئے۔ مگر معمولی استعداد کا طالب علم جسنے علما ادب واصحاب بدیع کی
کی تصریحات۔ شراح شافیہ وغیرہ کی تحقیقات کو سرسری نظر سے بھی دیکھا ہے وہ جانتا ہے
کہ تہدید الندوہ کی لوح پر جسطرح یہ عبارت لکھی ہوئی ہے وہ ہرگز غلط نہین قرار پاسکتی جسکا ثبوت
ہم بچند وجوہ ہدیۂ ناظرین کرتے ہین۔ **اولاً** ہم تسلیم کرتے ہین کہ یہ سچ ہے اور ائمہ فن نے

ابواب سجع مین جوکچھہ تصریح فرمادی ہے نہ وہان تک آپکی کوتہ بین نگاہ پہونچی۔ اور نہ آپکے کان اُس سے آشنا۔ اور نفس الامر مین ایسا ہونا کوئی غیر متوقع خیال بھی نہین ہوسکتا۔ کیونکہ جب آپکا مبلغ استعداد نحو میر تک ہے۔ اور وہ بھی بدشوقی کج فہمی کیساتھہ پھر کتب فن بدیع وغیرہ کا حال آپکو کیا معلوم ہوسکتا ہے بقول شخصے چہ داند بوزنہ لذات ادرک تم تو غلط شلط نحو میر پڑھکر عالم فاضل محقق محدث مفسر ادیب بلیغ غرض کہ سب کچھہ اپنے آپ کو سمجھنے لگے ہے چو آن کرمے کہ در سنگے نہان است ؛ زمین و آسمان او ہمانست۔ تم کیا جانو کہ محققین نے کیا لکھا ہے۔ خیر اب ہم سے سنو کہ تمام علماء ادب اور فضلاء بدیع تصریح کرتے ہین کہ جب قافیہ کی رعایت سے مخالفت لغت کا خیال نہین کیا جاتا پھر حرکت کا خیال نہ کرنا کونسا اچنبا ہے اگرچہ ترکیب نحوی کا مقتضا یہی ہو کہ اعراب خاص دیا جائے مگر اسجاع مین اواخر کلم کی حرکات کا اعتبار نہین کیا جاویگا کہ مبنی اسجاع کا سکون پر ہے دیکھو فرائد مین ہے واعلم ان مبنی الاسجاع علے سکون الاعجاز فتوقف علی السکون وان کان الظاهر الوصل لیر تفع الاختلاف بین الفواصل فی الحرکات اذ بذلك یتم التزاوج واذا رایتهم یخرجون الکلم عن اوضاعها للازدواج فیقولون آتیك بالغدایا والعشایا ای الغدوات وهنأنی الطعام ومرأنی ای امرءنی مع ان فیه ارتکابا لما یخالف اللغة فما ظنك بهم فی ذلك وقد عد بعضهم ما یرتکب من مخالفة الاصل للسجع فراد علی اربعین الخ ملخصاً یعنی اگرچہ اصل مین سکون نہو لیکن چونکہ اسجاع کا مبنی سکون پر ہے لہذا سجع مین آخر کلمہ پر وقف علی السکون ہی کیا جاویگا تاکہ فواصل مین اختلاف نہ واقع ہو اور سب یکسان رہین کیونکہ جب متعدد مواقع پر کلمہ سجع کی ضرورت سے اپنی

اصلی وضع پر باقی نہین رکھا جاتا جیسے بولتے ہین آتیک بالغدایا و العشایا۔ یا کہتے ہین هنأنی الطعام و مرانی۔ حالانکہ اصل لفظ غدوات اور امرءنی تھا مگر بضرورت سجع برخلاف لغت کے غدایا اور مرانی کہدیا۔ پھر اگر حرکت کے مواقع پر سکون کر دیا گیا تو کیا قباحت ہے کہ چالیس سے زیادہ وہ امور ہین جو سجع کے لحاظ سے خلاف اصل جایز رکھے گئے ہین اگر اس توضیح و تشریح کے بعد بھی اس کتاب کی اس عبارت کا مطلب نہ سمجھو تو سُنیے کہ صاحب تلخیص کیا فرماتے ہین الاسجاع مبنیة علی سکون الاعجاز کقولهم ما ابعد ما فات وما اقرب ما هو آت یعنی سجع کا اخیر مبنی علی السکون ہوتا ہے جیسے مثل مشہور ہے کہ ما ابعد ما فات وما اقرب ما هو آت کہ اصل مین آتٍ تھا مگر سجع کی رعایت سے آت بالسکون کر لیا گیا۔ مطول مین ہے فانه لو اعتبر الحرکة لفات السجع لان التاء من فات مفتوح ومن آتٍ مکسورٌ منونٌ وهذا غیر جایزٍ فی القوافی ولا واف بالغرض اعنی تزاوج الفواصل الخ یعنی اگر حرکت کا اعتبار کیا جائے تو سجع باطل ہوا جاتا ہے اسلئے کہ فات مین تا مفتوح ہے اور آت مین مکسور منون اور قوافی مین نہ یہ اختلاف جایز اور نہ سجع کی اصل غرض کے موافق لہذا سکون مختار رہا۔ یہ تو ہمنے بطور قاعدہ کلیہ عامہ کے بیان کیا اب لگے ہاتھون دو چار مثالین خاص بھی ملاحظہ فرما لیجئے۔ علامہ حریریؒ مقامات مین فرماتے ہین۔ کانوا اذا ما نجعة اعوزت۔ فی السنة الشهباء روضا اریض۔ حالانکہ روضا کی صفت مین اریضًا ہونا چاہیے تھا مگر اریض کر لیا۔ پھر فرماتے ہین لطعمون الضیف لحمًا غرایض۔ یہان بھی غریضًا کی جگہہ غریض کر لیا وہی علامہ فرماتے ہین حتی یری ما کان ضنکًا رحیب۔

اور فرماتے ہین مستغلق الباب منیعًا مھیب کضنکا اور منیعا کو ساتھ
مین رحیبًا اور مھیبًا چاہیئے تھا مگر رحیب اور مھیب کر لیا۔ فاضل علامہ
شیخ ملوانی رحمۃ اللہ علیہ خطب جمعیہ مین (جو مطبع کاستلیہ مصر مین مطبوع بھی ہو گئی ہین)
فرماتے ہین الحمد للہ الذی نزہ احبابہ عن زخرف ھذہ الدار۔ وجرد
قلوبھم عن الاغیار۔ ولم یزدعنھم الدنیا استخفافا واستحقار
بل لکونھا عندہ خسیسۃ المقدار۔ (الی ان قال) واشھد ان سیدنا
ومولانا محمدًا عبدہ ورسولہ نبیٌ ما شبع ثلثۃ ایام تباعًا من خبزٍ
حتی مضی بسبیلہ ولحق بتلک الدار۔ ومات ولم یخلف شاۃً ولا بعیرًا
ولا درھمًا ولا دینار۔ مع ان اللہ تعالیٰ عرض علیہ بطحاء مکۃ ذھبًا
فابی الا الفرار۔ کہ استخفافًا اور درھمًا کے بعد استحقارًا اور دینارًا
کے جگہ استحقار اور دینار بہ سکون رکھا گیا۔ اور اگر صاحب فراید۔ صاحب تلخیص۔ صاحب
مطول۔ علامہ حریری وغیرہ بخیال قدامت کے نامعتبر ٹھہرین۔ زمانہ قریب کے علماء کی سند
درکار ہو تو افضل البلغا۔ اکمل الفصحا حضرت جناب مولانا مولوی فضل حق خیر آبادی کے کلام
پر نظر ڈالئے۔ جنکے تبحر علوم جنکے افضل الاقران ہونے مین شاید آپکے صدر و ناظم کو بھی کلام نہ ہو
جنکے مستفیدین و تلمذین کے نام ندوہ کے روئیدادون مین نہایت تعظیم و تکریم کیساتھ لکھے گئے ہین۔
قصیدہ مطبوعہ لکھنؤ مین فرماتے ہین ؎ لم یرض ان یھدی الیٰ
نادیث مالا و فرس۔ مالا کے بعد فرسا چاہیئے تھا مگر فرس بسکون سجع استعمال کیا۔
علیٰ ہذا القیاس اگرچہ کان کی خبر منصوب ہوتی ہے مگر برعایت سجع اصلی حرکت کا اعتبار نہ کیا گیا۔ گو خبر کے
لحاظ سے درًا چاہیئے تھا مگر سجع کی رعایت سے در بہ سکون رکھنا ضرور ہوا۔

ثانیاً اگر یہ بھی تسلیم کر لیا جائے کہ یہاں سجع مقصود نہین ہے تب بھی تہدید الندوہ کی لوحی عبارت
پر اعتراض واقع نہین ہوسکتا کہ اہل علم پر واضح ہے کہ استعمالات وقف مین قبایل عرب کے
لغات تین طرح پر واقع ہوئے ہین۔ منجملہ اُن کے ایک لغت یہ ہے کہ زبر۔ زیر۔ پیش تینون حالتون
مین وقف بالسکون ہوتا ہے۔ اور تینون لغت صحیح ہین۔ کسی ایک لغت پر بھی غلط کا اطلاق کرنا نہایت
امر قبیح ہے۔ جاربردی مین ہے الاول المنون۔ وفیہ ثلثۃ مذاہب منھم
من یقلب النون حرف مد فی کل الاحوال فیقول جاء زیدو۔ رایت زیدا۔
مررت بزیدی۔ ومنھم یسکن فی الاحوال کغیر المنون فیقول زیدْ۔ ومنھم
من یبدل لہ فی المنصوب الفا الخ یعنی منون کے وقف مین تین استعمال ہین ایک یہ کہ رفع کی
حالت مین واو سے بدل دین نصب کی حالت مین الف سے جر کی وقت مین یا سے جیسے جاء
زیدو رایت زیدا مررت بزیدی۔ دوسرا استعمال یہ ہے کہ تینون حالتون مین ساکن رکھین رفع
نصب جر ہر حالت مین زید بسکون دال پڑھتے ہین تیسرا استعمال یہ ہے کہ رفع اور جر کی صورت مین
ساکن رکھین اور نصب کی صورت مین تنوین کو الف سے بدلکر رایت زیدا پڑھین۔ وکذا فی
غیرہ من کتب الفن یہان پر یہ بھی سمجھ لینا چاہیئے۔ کہ علماء نے نہایت تصریح کیساتھ
فرمادیا ہے کہ جملہ قبایل عرب کے جسقدر بھی لغات متعارفہ ہین صحت مین سب متساویۃ الاقدام ہین۔
غلط کا اطلاق کرنا خود غلط ہے البتہ انکے باہم یہ امتیازی حالت ضرور ہے کہ بعض فصیح ہین اور بعض افصح۔

اختلاف لغات کے بیان مین خصایص مین لکھا ہے وکلھا حجۃ واعلم
ان سعۃ القیاس یبیح ذلک لھم ولا یحظرہ علیھم الا تری ان لغۃ التمیمیین
فی ترک اعمال ما یقبلہ القیاس ولغۃ الحجازیین فی اعمالھا کذلک لان لکل واحد
من القولین ضربا من القیاس یؤخذ بہ ویخلد الی مثلہ ولیس لک ان ترد

احدی اللغتین لصاحبتها لانها لیست احق بذلک من رسیلتها لکن غایة مالک فی ذلک ان تتخیر احدیهما فتقویها علی اختها و تعتقد ان اقوی القیاسین اشد انسا بها فاما رد احدیهما بالاخری فلا الخ یعنی قبایل عرب کے جتنے لغات ہین وہ سب صحیح اور قابل احتجاج ہین اور وجہ اُسکی یہ ہہ کہ وسعت دلیل و قیاس کسی ایک قبیلہ پر اعتراض و قباحت نہین ثابت ہونے دیتی دیکھو کہ بنی تمیم ما کو عامل نہین ٹھہراتے ہین اور اُن کے پاس اسکی دلیل ہے۔ حجاز مین اسکو عامل مانتے ہین اور وہ بہی اپنی دلیل پیش کرتے ہین لیکن یہ نہین ہو سکتا کہ ایک کی خاطر سے دوسرا استعمال مردود ٹھہرا دیا جاسے۔ غایۃ الامر یہ ہو سکتا ہہ کہ تم ایک شق اختیار کر لو اور اُسکو دوسرے کی قوی سمجھو باقی یہ کہ دوسرے استعمال ودوسرے لغت کو غلط کہدیا جاسے یہ سراسر غلطی ہہ۔ نیز آخر باب مین ہہ و کیف تصرفت الحال فالناطق علی لغۃ من اللغات العربیۃ مصیب غیر مخطئ وان کان غیر ماجاء بہ خیر امنہ الخ یعنی بہرحال لغات مختلفہ مین سے ایک لغت کا تتبع کرنیوالا ہرگز مخطی نہین قرار پاسکتا وہ ضرور مصیب ہے اگرچہ دوسرا لغت اس سے بہتر ہے کیون نہو۔ پس اگر یہان سجع کا نہونا بہی تسلیم کر لیا جاسے تب بہی معترض صاحب کا اعتراض واقع نہین ہو سکتا کہ مجرد وقف کے اعتبار سے لفظ در کی را کا ساکن ہوتا محاورہ عرب کے موافق ہے جسکو کوئی پڑھا لکھا غلط تو درکنار غیر فصیح بہی نہین کہسکتا۔ تم جیسے جاہلون کے کہدینے سے محاورات فصیحہ اہل عرب مخدوش و مجروح ہو جائین۔ این خیال ست و محال ست و جنون۔

ثالثاً وقف کو بہی جانے دیجئے۔ سجع کو بہی چہوڑ دیئے۔ دونون سے قطع نظر کرنیکے بعد بہی اعتراض واقع نہین ہو سکتا۔ حضرت سلامت اخبار مین ذیل مضمون چہپوا دینے سے کوئی

کوئی وقعت حاصل نہین ہوسکتی۔ جہالت کا داغدار دھبہ مٹ نہین جاتا۔ تمکو یہ بھی خبر ہی کہ رسم خط مین محققین فن کے کیا کیا مذاہب ہین۔ کتب فن مین اسکے متعلق کیا کیا توضیحات و تصریحات ہین۔ تم جیسے نفسانیت پسندون ناحق کوشون سے یہ امید رکھنا تو فضول ہی کہ احسان فراموشی نہ کرو شکریہ بجالاؤ مگر خیر تم مانو یا نہ مانو اس سے ہمکو بحث نہین اسبارہ مین محققین نے جو لکھا ہی وہ تھوڑا بہت تمکو بتائے دیتے ہین سنئے **قدما** کے نزدیک حالت نصبی مین الف کا لکھنا مرسوم نہ تھا **کما سنوضح** پس باوجود اس بات کے کہ سجع نہ ٹھہرے وقف سے بھی قطع نظر کیجائے **کان** کی خبر بھی ہو تب بھی لفظ **در** کا بغیر الف کے منصوب ہونا بحسب اس رسم خط کے صحیح ہی۔ ہان متاخرین کی رسم خط مین اگرچہ حالت نصب مین الف کا لکھنا پایا جاتا ہی۔ مگر قدما کی رسم کو غلط یا غیر صحیح وہ بھی نہین کہسکتے۔ یہی وجہ ہی کہ متاخرین کے کلام مین بھی علما محققین نے بعض مواقع پر اسی احتمال کو جاری کیا ہی۔ غلط و غیر صحیح یا قبیح نہین ٹھہرایا **ابن حاجب نے** فرمایا ہی **الکلمۃ لفظ وضع لمعنی مفرد۔ جامع الغموض** مین اسکی شرح مین لکھا ہی واحتمال وارد کہ قولہ **مفرد ا** بود اگرچہ رسم خط تقاضا نمیکند زیرا کہ نوشتن الف بعد اسم منصوب مرسوم است و در نسخ کافیہ بعد قولہ **مفرد** الف نمی نویسند لیکن قولہ **مفرد** صلاحیت دارد کہ منصوب باشد الخ یعنی **مفرد** مین دال کے بعد اگرچہ الف نہین ہی مگر پھر بھی اسکو منصوب پڑھسکتے ہین۔ **ملا شکندی حاشیہ فواید ضیائیہ** مین فرماتے ہین **قولہ ان لم یساعدہ رسم الخط ای رسم خط المتاخرین فان المتقدمین رسمھم بغیر الالف کما بین فی محلہ الخ**۔ پس امر بخوبی ثابت ہوگیا کہ سجع یا وقف کا بھی لحاظ نہو اور لفظ **در** کان کی خبر منصوب ہی ہو تب بھی الف کے نہ ہونیسے اعتراض صحیح نہین ہوسکتا۔ اسکو غلط ٹھہرا کر اعتراض کرنا یہ فی الحقیقت اپنی جہالت کا اعتراف ہے و بس

رابعًا اس مقام پر ہم معذرت کرتے ہین معافی مانگتے ہین کہ آپ جیسے نادان بچون کو شرح

وحواشی کافیہ وغیرہ کی تکلیف دینا یہ ضرور وضع الشیٔ فی غیر محلہ اور تکلیف مالا یطاق ہی
ہان ہان ہم ضرور چوک گئی کہ بھلا وہ شخص جسکی منتہائے تحصیل نحو میر ہو وہ ان کتب کے حالات وتصریحات
کو کیا سمجھہ سکتا ہی لہذا اب آپ دونون آنکھین کھولکر نحو میر کا مطالعہ کیجئے وہی نحو میر جس سے آپ کان
کا ناقصہ ہونا اور لفظ درما کا اُسکی خبر واجب النصب ہونا بڑے تفاخر اور علو ہمتی و وسعت خیال کیساتھہ
نقل کرتے ہین۔ اُسی مین یہ بھی لکھا ہی بدانکہ بعضے ازین افعال دربعض احوال بفاعل تنہا تمام شوند
چون کان مطرًا شد باران بمعنی حصل وادرا کان تامہ گویند الخ پس اس تقدیر پر بھی وہ فقرہ
لوح کا صحیح ہو سکتا ہی اور مطلب یہ ہوگا کہ تم جیسے کج فہمون کو امر حق گوارا نہین ہوتا اگرچہ موتی ملے یعنی اسکے
قبول مین کتنا ہی نفع کیون نہو مگر حق ناحق پسند کو برا ہی معلوم ہوگا حضرت سلامت نحو میر کا ذکر تو یون
ہی کر دیا گیا کہ آپکا مبلغ علم وہی ہی ورنہ قاموس وغیرہ مین کان کے استعمالات کی بہت
کچھہ تشریح موجود ہی۔ یہان سے یہ امر بھی ظاہر ہو گیا کہ خود بدولت کو چشم بد دور نحو میر سمجھنے کی بھی
پوری لیاقت نہین ہے ورنہ کان کو صرف ناقصہ ہی نہ سمجھہ لیتے بقول شخصے اونٹ رے اونٹ
تیری کوئی کل بھی سیدھی ہی مقامات حریری نہ دیکھی تھی خیر شروح کافیہ شروح شافیہ تک نظر نہ پہونچی
تسلیم تلخیص کا نام نہین سُنا تھا یہ بھی منظور۔ نحو میر بھی سمجھکر کسی اُستاد شفیق سے نہین پڑہی تو بجز اسکے
اور کیا کہا جاوے کہ اللہ رحم کرے سـ۱۵ـے تو مجموعۂ خوبی زکدامش گویم ؎۔

خامسًا آپ جو فرماتے ہین یہ بھی نہین کہا جا سکتا کہ کاتب کی غلطی ہی کیونکہ اگر درمًا کہا جائے
مع کا سجع رفوچکر ہو جائے. اس کہنے سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ آپکی عقل رفوچکر ہو گئی۔ دماغ
چلگیا ہے سمجھہ مین پھیر ہے۔ ورنہ تمکو کیونکر دریافت ہو گیا کہ لوح کے لکھنے والے نے سجع کو ملحوظ رکھکر اور
کان کو ناقصہ اور لفظ درما کو خبر ٹھہرا کر الف کو قصدًا چھوڑ دیا ہے جسپر آپ نہین کہا جا سکتا بڑے
زور کیساتھہ فرماکر غلطی طبع کا احتمال قطعًا قطع کرنا چاہتے ہین کہ اگر درمًا ہوگا تو سجع باقی نرہیگا۔

کیونکہ یہ سب اس امر کی فرع ہے کہ تمکو لوح نویس کی نیت کا حال معلوم ہو۔ لوح نویس نے کب کہدیا کہ سجع ہے۔
پس اگر بقول آپکے یہی کہا جائے کہ لوح نویس کی غلطی سے الف رہگیا اور نفس الامر مین دسًا ہوتا تب بھی کوئی
اعتراض واقع نہین ہوسکتا تھا۔ باقی آپکے احکام جبروتی آپکی جرءت سے عجب نہین کہ ارشادات جناب
سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی یہی طعن کرنے لگو۔ مثلاً ارشاد مقدس ہے انفق یا بلال
اقلالا کہ یہی اعتراض سجع نرہنے کا اپنے خیال پراختلال کے بموجب یہان
بھی کرسکتے ہو کہ اگر اقلالا کہا جائے تو بلال کا سجع رفوچکر ہوجائے۔ حالانکہ یہ اعتراض اُسیوقت وارد
ہوسکتا ہے کہ مسجع ہونیکا دعوی کیا جائے ورنہ فلا۔ ہان ہان عجب نہین کہ تم اپنی کج فہمی سے کلام الٰہی
پربھی اعتراض جماؤ۔ اگر بھول نگئی ہو تو پارہ عم کو دیکھو جسکو مسلمانون کا بچہ بچہ پڑھتا ہے سورہ بلد مین ہے
لا اقسم بهذا البلد وانت حل بهذا البلد ووالد وما ولد لقد خلقنا
الانسان في كبد ايحسب ان لن يقدر عليه احد يقول اهلكت مالا لبدا
ايحسب ان لم يره احد = یہان بھی کہدو کہ لبدًا غلط ہے کیونکہ سجع رفوچکر ہوا جاتا ہے
ولاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم = اب عرض یہ ہے کہ بضرورت سجع سکون کو نہ مانئے۔ استعمالات
وقف کا لحاظ نہ کیجئے۔ متقدمین کے رسم خط کی بحث کو بھی یہ ہیں چھوڑئیے۔ کان کو تامہ بھی نہ ٹھہرائیے کاتب
کی غلطی وسہو سے الف رہجانیکا عذر بھی نہ سنئے۔ لیجئے ہم آپکا اعتراض مبارک ہی تسلیم کئے لیتے
لوح نویس کی جہالت سے ایسا ہوگیا یا جو کچھ بھی آپ تعبیر کرین ہم اُسکو مانے لیتے ہین مگر بات
یہی ہے کہ آپ بھی اراکین ندوہ منتظمین تحفہ محمدیہ سے اُنکی اغلاط فاحشہ کا اقرار کرائیے جنسے مذہب
اہلسنت کو سخت ضرر پہونچتا ہے۔ آیات کریمہ مین جو رد وبدل کیا ہے اُن غلطیونکی اصلاح کرائیے
اُنکے اقرار واضح لیجئے۔ مذہب اہلسنت کی مخالفت مین رسائل ندوہ مین جتنا جمع شایع کیا ہے اُس سے توبہ لیجئے۔ ورنہ
ہمارا سجع باعث کو غلط سمجھکر سیدھی بات کو اُلٹا ٹھہرا کر ہم پر اعتراض جمانا اور اراکین ارباب کی اغلاط فاحشہ کو حق بتانا مسلمانو

۲۔ (تہذیب کا حال یہ ہے کہ صفحہ ۱۲ مین ہے کہ اراکین کے پھٹے مین اپنی ٹانگ اڑانیکا قصد کیا)

اس اعتراض کا منشا مولوی حقانی صاحب اور مصنف جلاء العیون وغیرہ کی زبان درازیون کی پردہ پوشی ہی۔ مگر سمجھنے والے خوب سمجھتے ہین کہ ان الٹی تدابیر سے کامیابی کا خیال ایک موہوم امید بلکہ غیر ممکن متصور ہی۔ تہوڑا غور کیجیے تو معلوم ہوجا کہ ان حضرات کو اردو کے روزمرہ کی بہی ہوا نہین لگی۔ خیر عربی کا سمجھنا سمجھانا تو بڑی بات بھی ہے۔ عام طور پر یہ مثل زبان زدعام ہے کہ پرائے پھٹے مین اپنی ٹانگ اڑانیسے کیا حاصل۔ اب خواہ مخواہ کھینچ تان کر اپنی خوی بد پر ہی کوئی محمول کرے تو اسکا کوئی علاج نہین۔

۳۔ (حضرت مولانا امانت اللہ صاحب غازی پوری کی شان مین نہایت گستاخی کیساتھ افترا کیا کہ ذوحین مہادیو کی پوجا کے

اس اعتراض کا منشا صرف اسی قدر ہی کہ اراکین ندوہ کے سر پر جو ملامت کا ٹوکرا رکھا ہوا ہی اُسکا بوجھ کسیطرح کچھہ کم ہوجاے۔ اُنپر سے افترا پردازی بہتان سازی کا الزام اُٹھا دینا چاہتے ہے۔ ارباب ندوہ نے جب یہ امر ملاحظہ کیا کہ ندوہ کی شناعات ندوہ کے مفاسد عام طور پر شایع ہوگئی لہذا بعض علماء اہل سنت کی نسبت عوام کالانعام کو باور کرانا چاہا کہ وہ حضرات جناب مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب شاہ ولی اللہ صاحب شیخ مجدد صاحب وغیرہم کی تکفیر کرتے ہین پس ان کے کسی قول پر وثوق نہین کرنا چاہیے۔ جب اس تزویر کی قلعی رغم الہازل وغیرہ مین کہولدی گئی تب بمصداق الکذب یہلک اپنا سا مونہہ لیکر رہگئے اب اس خفت کو مٹانا بھی چاہیے لہذا معترض صاحب نے یہ تدبیر سوچی کہ صاحب تہدید الندوہ کے سر ایک الزام تھوپ دینا چاہتے ہے۔ اجی حضرت آپکا دل خوش کرنیکو لئے تھوڑی دیر کیلیے ہم بھی مانے لیتے ہین کہ صاحب تہدید نے آپکے غازی پوری صاحب پر ضرور افترا کیا مگر جس مقام پر کہا ہے ذرا اُسپر بھی ایک شرمیلی نگاہ ڈالجا دیئے۔

صاحب تائید الندوہ نے علما و اراکین ندوہ کے سرتاجون کے ذکر مین مولوی عبدالحق صاحب حقانی مولوی محمد علی صاحب ناظم۔ مولوی امانت اللہ صاحب غازی پوری مولوی شبلی صاحب بہادر کا ذکر کیا تھا

اسکے جواب مین تہدید الندوہ مین لکھا گیا وہی مولوی محمد علی صاحب جو فرماتے ہین کہ مقلد و غیر مقلد کا اختلاف ایسا ہے جیسا حنفی و شافعی کا اختلاف۔ وہی نان جو فرماتے ہین کہ حنفیہ شافعیہ کے باہمی اختلاف کو دیکھا جاوے تو اُسکے رو سے انکے باہم اسلامی شرکت بھی نہین ہوسکتی وہی نان جو عقاید نزاعیہ مین سایل کو راہ راست بتانیکی ممانعت فرماوین۔ وہی نان جو کل تک رافض کو کافر کہکر شیعہ و سنّی کے باہم مناکحت حرام بتاتے تھے۔ وہی شبلی صاحب بہادر جنکے نزدیک افتراق امت کی حدیثین علمانے اپنے دل سے گڑھلین۔ وہی نان جو امام اعظم پر افترا کرتے ہین کہ آنحضرت کسی فرقہ کی تکفیر جایز نہ سمجھتے تھے۔ وہی مولوی عبد الحق صاحب جو شیعہ و سنّی کے اختلافی عقاید کو غیر قطعی اور ذراسی بات کہین وہی مولوی امانت اللہ صاحب جنھون نے حلالہ کی ضرورت مٹانیکے لئے زوجین سے مہادیو کی پوجا کرائی۔ اب انصاف پسند حضرات ارشاد فرمائین کہ صاحب تہدید نے بالفرض غازیپوری مولوی صاحب پر افترا ہی کیا مگر مولوی محمد علی صاحب حقانی صاحب شبلی صاحب نیچری بہادر کی نسبت جو لکھا گیا تھا اُس سے کیون چشم پوشی کیگئی اور اُسکا کیا جواب ہے۔ مگر اصل بات یہ ہے کہ اذا لم تستحی فقل ما شئت۔ شرم چہ کتی ست کہ پیش ندویان بیاید۔ مگر مراسلہ نویس صاحب کی حق پوشی سے ندوہ کی پاس شدہ کتابین تو مخفی نہین ہوسکتی ہین۔ حقیقت الامر یہ ہے کہ آنکھون مین خاک جھونکنا اسیکو کہتے ہین جیتی مکھی نگلنا ایسے موقع پر استعمال کیا جاتا ہے جس بات کو ہر چھوٹا بڑا جانتا ہو۔ عام طور پر جو امر شہرت پاچکا اُسکو آپ افترا ٹھہرا کر اپنی بلا دوسرون کو چیپین یہ بھی آپ کی کج فہمی کی کھلی دلیل ہے۔

۱۲ (جناب حکیم علی حیدر خانصاحب لکھنوی صوفی مشرب عالم ہین البتہ مسئلہ وحدۃ الوجود کو علانیہ کہا کرتے ہین مگر وہ کبھی یہ نہین کہتے کہ معاذ اللہ مین خدا ہون اگر وحدۃ الوجود کے قایل ہونیسے خدائی کا دعوی لازم آتا ہے تو وہ حضرات مشایخ جنکے نام اس رسالہ مین بہت ادب تعظیم سے لکھے گئے ہین انپر بھی یہ الزام عاید ہوسکتا ہے)

اجی حضرت یہ کسنے کہا کہ مسئلہ وحدۃ الوجود جماہیر مشایخ طریقت رضوان اللہ علیہم اجمعین کا متفق علیہ مسئلہ نہین ہے۔ یا اس مشرب صافی پر معاذاللہ کفر و شرک کا اطلاق جایز ہو سکتا ہے۔ ذرا چار انکھین تو کیجئے فرمایئے تو سہی کہ آپ ہی کے جرگے مین بہت سے ایسے بھی ہین یا نہین۔ ہان کون نہین جانتا کہ یہ فضیلت بھی آپ ہی کے جتھے والون کو حاصل ہے۔ اولیاء کرام کو مشرک و بدعتی انکے پسندیدہ قدرت مشرب کو کفر و الحاد کہنے والے حضرات آپ ہی کے ندوہ مین حامی اسلام ٹھہر آگئے ہین اور اسے بھی جانے دیجئے صوفی صافی مشرب بنکر پھر خاص اسی مسئلہ پر مونہہ آنیوالے حضرات کیا ندوہ کے رکن نہین ہین۔ حضرت سلامت تم نے تو سمجھنے کی قسم کھالی ہے۔ تم تو سمجھہ کے پیچھے لٹھہ لیے پھرتے ہو ورنہ ہم کسقدر تفصیل کیساتھ سمجھا ئیکا قصد کرتے کہ اس بارہ مین جو حضرات صوفیۂ کرام کا مشرب ہے اُسپر نہ کفر و الحاد کا اطلاق درست ہو سکتا ہے اور نہ آجکل کے جاہل متصوفہ نے جو اُسکو سمجھہ کہا ہے وہ صحیح ہے۔ فی زمانا جو چند دنیا طلب آزاد منش جنکو نہ شریعت سے لگاؤ نہ طریقت سے کوئی علاقہ۔ نہ ادامر کا شوق۔ نہ منہیات سے خطر۔ عقاید اجماعیہ۔ ضروریات و قطعیات مذہب اسلام کی مخالفت پر کمر بندی فرما کر افضلیت حضرات شیخین رضی اللہ تعالے عنہما کو ڈھکوسلا بتائین۔ بلکہ حضرت مولی علی کرم اللہ وجہہ کو انبیاء کرام پر تفضیل دین۔ مناقب تصویہ مین رسل عظام انبیاء کرام کی تحقیر و اہانت کو فقیری کا اصل اصول سمجھین۔ حضرت سیدنا امعاویہ رضی اللہ عنہ کی شان اقدس و اعلی مین کمال گستاخی و دریدہ وہنی سے پیش آئین اُنکا صوفیۂ کرام کی گروہ مین شمار ہوتا کیسا وُہ تو پکے غالی رافضی ہین شب و روز کلمات کفریہ کا وظیفہ رکھین تو خدا مین خدا وغیرہ وغیرہ۔ جب اعتراض کیجئے سمجھائیے کہ بندۂ خدا زندگی کے دن کی ہے آخر مرنا ہے یہ کیا بکواس لگا رکھی ہے یہ کیسی بے دینی ہے اور عوام کے سامنے بحیلہ مسئلہ وحدت وجود کی بلا فرق مراتب یہ کلمات کفریہ تو خدا مین خدا سارا جہان خدا علانیہ مونہہ سے نکالنا کیا کھلا ہوا زندقہ نہین ہے تو جواب مین کہدین گے ارے میاں ہی تو فقیری کے لٹکے ہین یہی ہا تو وہ اسرار و معارف ہین جو سینہ بسینہ ہمکو پہونچے ہین۔ تم ظاہر مین ان رموز کو کیا سمجھو ہم فقیر ہین وحدۃ وجود کے قایل ہین۔ بس اہل انصاف کے نزدیک یہ عذر ضرور بدتر از گناہ ہے کہ رفض کو کلمات الحاد کو وحدت وجود سے کیا علاقہ اور فی الحقیقت مسئلہ وحدت وجود اور حضرات صوفیۂ کرام کی کمال گستاخی

اس سے ثابت ہوتی ہے۔ معلوم نہین کہ ان صاحب کی نسبت مائل برفض ہونا بھی جو لکھا گیا مراسلہ نویس صاحب اسکو کیون اڑا گئے

نمبر ۵ (آپکے نزدیک اہلسنت وہی حضرات ہین جو مخالف ندوہ ہین جنکو خیالات کی پستی ہمت کی کمزوری سے کبھی کسی امید نہین کہ کچہہ کر دکھائین

ہم مناسب سمجھتے ہین کہ اس موقع پر اولاً تہدید الندوہ کی عبارت نقل کردیجائے۔ تائید الندوہ مین ہے جو بستر گھر بیٹھے کوئی

کام نہین ہوسکتا اسیطرح چند ہمخیال حضرات کے ایک جگہہ مجتمع ہونیسے بخوبی انجام نہین پاسکتا جس کام کیلئے

مقلد غیر مقلد وغیرہ یکدل نہون وہ ہرگز بوجوہ احسن انجام نہ پاویگا۔" اسکے جواب مین تہدید الندوہ مین لکھا گیا "تم اسکا

ثبوت دیسکتے ہو کہ صرف حضرات اہلسنت کے اتفاق کا یہ اثر نہین ہے کہ آپ حضرات آج کلمہ کا اقرار کرتے ہین کیا اگر

مبتدعین کے مشورہ اور مصلحت وقت پر کارروائی کیجاتی تب بھی آج مذہب اہلسنت کا وجود باقی رہسکتا تھا کیا حضرات

علماء اہلسنت دارالعلوم قایم نہین کرسکتے کیا نصاریٰ اور آریہ کے اوہام باطلہ کی تردید کرنیسے علماء اہلسنت

عاجز ہین کیا اسلام کی حقانیت کا ثبوت علماء اہلسنت پیش نہین کرسکتے کیا تا وقتیکہ سب ایک نہوجائین

مذہب حق مخفی رہیگا کیا اگر قریات وقصبات مین سنی واعظ مقرر کئے جائین تو اسلامی تائید متصور نہین کیا امراء

عوام اہلسنت پر رافضی خارجی نیچری وہابی کا بہ نسبت علماء اہلسنت کے زیادہ اثر پڑیگا ان امور مین وہ کونسا

کام ہے جو علماء اہل سنت کی متفقہ کوشش سے انجام نہین پاسکتا۔" اسکے جواب مین مراسلہ نویس صاحب یہہ

بے تکی ہانکتے ہین۔ عجب نہین کہ اپنی کج فہمی سے یہ یقین کرلیا ہو کہ دنیا مین سب کے سب بد دولت جیسے

سمجہہ کے ہین۔ اجی حضرت ہمارے نزدیک اہلسنت کا مصداق کوئی کیون نہو۔ آپ سے جو سوال کیا گیا ہے

اسکا جواب عنایت فرمائیے۔ اس پھیر پھار کی کوئی ضرورت نہ تھی۔ ندوہ کے سرکلر کے مطابق صاف صاف

یہی کہدینا تھا کہ شیعہ۔ نیچری۔ غیر مقلد سب اہلسنت مین داخل ہین سب سے خدا راضی سب کو ایک نظر سے دیکھتا ہے

آپ خوب یقین کرلیجے کہ علماء اہلسنت ہرگز اس شخص کو داخل اہلسنت نہین سمجہہ سکتے جو شیعہ وسنی کے

اختلافی عقاید و مسائل کو غیر قطعی اور ذراسی بات کہے۔ جو جمیع فرق کلمہ گویان سے خدا کو راضی بتائے وغیر ذالک

من العقاید الباطلۃ والاوہام الفاسدۃ۔ حضرت سلف اہلسنت سے خارج ہونیکا کیا ذکر کرتے ہو وہ دریافت

کیجیے کہ ایسے لوگ وسیع دایرۂ اسلام مین بھی داخل ہین یا نہین۔ خواہ آپکی صد ہون یا ناظم ہون شریعت مطہرہ
سب پر ایک حکم نافذ کریگی۔ ضروریات دین کو بیگار اور زاید بتاکر اور پھر اسلام کا دعوی کرنا جھوٹ نہین تو
اور کیا ہی باقی کچھہ کر دکھانیکا حال اہل عقل و انصاف بخوبی جانتے ہین کہ روافض و وہابیہ نیچریہ کی تردید مین
علماء اہلسنت کتنا بڑا حصہ لیے ہوئے ہین۔ تمہارے انکار کر دینے سے انکی سعی مشکور مین کوئی خرابی نہین پیدا ہو سکتی۔

نمبر ٦ (معیار الحق کا جواب کسنے لکھا جناب مولانا ارشاد حسین صاحب مرحوم رامپوری نے جو تا حیات شریک ندوہ رہے)

کیا کہنا آپکی معلومات شریفہ کا۔ دیدہ کی صفائی ایسی ہی ہونا چاہیے۔ سچ ہے اللہ حیادار ایسے ہی ہوتے ہین۔ ذرا
پھر تو کہیے کہ معیار الحق کسکی تصنیف ہی اور انتصار الحق کے تصنیف فرمانیسے مولانا مرحوم پر کوئی سخت
الزام بھی قایم ہوا یا نہین۔ آپ تو بھلا ایسی باتین کیون بتانے لگے۔ مگر آپکا ابھٹرپن۔ آپکی خاموشی آپکو کوئی
فائدہ نہین پہونچا سکتی۔ لیجیے ہم ہی سے سن لیجیے یہ وہی معیار الحق ہے جسکے مصنف کو اپنے ان ہی
کرتوتون کی پاداش مین مکہ معظمہ مین جیلخانہ بھگتنا پڑا۔ اور اپنی جان کی خیر نہ دیکھکر توبہ کی آڑ سے گلو
خلاصی کرائی۔ یہ وہی معیار ہے جسکے مصنف نے ہندوستان مین پہونچکر جب توبہ سے انحراف کیا تو ان کے
خلیفہ اعظم لاہوری صاحب نے کہ وہ بھی ندوہ کے رکن رکین ہین مکہ معظمہ کو دار الحرب اور ہندوستان کو دار الاسلام
قرار دیکر اپنے استاد کی عظمت بڑھائی۔ دیکھو نور الانوار کانپور۔ کیون جی اب بھی سمجھے۔ یا اب بھی نادان کے
نادان ہی رہے۔ ہان ہان تم ایسے سہل کب سمجھوگے۔ خیر یون سمجھو کہ سرگروہ ضالین و مبتدعین افسر نیچریہ و وہابیہ
غیر مقلدین مولوی دہلوی کی تصنیف ہے۔ اسکی تردید مین جناب مولانا محمد ارشاد حسین صاحب رامپوری نے رسالۂ
نافعہ انتصار الحق تالیف فرمایا۔ یہ بھی یاد رہے کہ یہ وہ مولوی دہلوی ہین جنکے مدایح و محامد ندوہ سے پاس ہوکر
شایع کیے گئے ہین۔ دیکھو رویداد جلسۂ لکھنؤ حصۂ مضامین نظم و نثر وغیرہ۔ یہ وہی مولوی دہلوی ہین جنکی اختلاف
ضلالت کو حنفی و شافعی جیسا اختلاف رحمت ٹھہرایا گیا ہے۔ کیا مولانا مرحوم خود کش مفسد سر پھوڑ کر نیوالے
خانہ جنگی کے بانی نہین ٹھہرے۔ کیا حسب دفعہ ۲۱۱ تعزیرات ہند سنگین سزا کے مستحق نہوے۔ اگر کچھہ بھی شرم و حیا ہوتی

تو مولانا مرحوم کا نام زبان پر نہ لاتے۔ یہ وہی مولانا مرحوم ہین جنکی مہر فتوای مولفہ مولوی محمد شاہ صاحب دہلوی مطبوعہ بمبئی پر ثبت ہی جسمین قائلین تحقق امثال جناب سید المرسلین صلعم محرفین معنی خاتم النبیین کی تکفیر کیگئی ہی۔ یہ وہی مولانا مرحوم ہین جو تبرائی روافض کیساتھ مناکحت کونا جایز بتاتے ہین چہ جائیکہ روافض غالی۔ یہ وہی مولانا مرحوم ہین جنکی مُہر جامع الشواہد پر ہے۔ جانتے ہو کونسی جامع الشواہد۔ ہان ہان وہ جامع الشواہد ہی جسمین اقوال مشہورہ مولوی اسمٰعیل دہلوی و مولوی نذیر حسین دہلوی وغیرہما کی تضلیل و تکفیر ثابت کیگئی ہی۔ وہابیہ کے پیچھے اقتدا نادرست ٹھہرائی ہی۔ یہ وہی مولانا مرحوم ہین جو تفضیلیہ کو خارج از اہلسنت ٹھہراتے ہین۔ اب کہو کہ مولانا مرحوم تمہارے موافق ٹھہرے یا سخت مخالف۔ رہا انکی شرکت کا دعوی یہ بھی ایک مالیخولیائیہ خیال ہی اس سال تک ابتداء ندوہ کو چار سال گزرے انکا انتقال اس سے پہلے ہو چکا تھا اگر ایسا ہوتا تو کسی روئداد مین تو اسکا تذکرہ ہوتا انکی تلامذہ و مستفیدین مین سے کسیکو تو اطلاع ہوتی حالانکہ انکے اکثر تلامذہ اور یہ مخصوص مستفیدین کی مواہیر فتاوی السنہ پر ثبت ہین مگر اس بوکھلاہٹ کا جواب نہین۔

یک (ظفر المبین کا جواب کسنے لکھا مولانا منصور علی صاحب نے) = اہا آپ مولانا محمد منصور علی صاحب کو بھی جانتے ہین۔ مگر سچ یہ ہی کہ تم کچھ بھی نہین جانتے۔ حضرت سلامت یہ وہ مولانا منصور علی خانصاحب ہین جو فتاوی السنہ مین فرماتے ہین جوابات مسطورہ مطابق اہلسنت مین کسی سنی کو جائز نہین کہ ان اصول کا خلاف کرے میری رائے مین اہلسنت کا جلسہ جدا ہونا مناسب ہی بلکہ ضرور ہی پھر اہل تشیع وغیرہ کو اختیار ہے چاہین تو اپنے جدا جدا مجالس کرین اہلسنت اور دیگر فرقون مین اتحاد مذہبی کرانا ندوہ کی قوت سے باہر ہی مشیت الٰہی کی مخالفت کا ادعا محض خیال خام ہی چونکہ نیچری لوگ اپنے خیالات مین آزاد ہین اور سبکو اپنا ہمخیال کرنا چاہتے ہین اسلئے مذہبی اتحاد کی رائے نیچری تخیل پر مبنی ہے وما انزل اللہ بھا من سلطان۔ مین پیشتر ندوہ کے خیالات عمدہ جانتا تھا مگر سال گزشتہ سے میری رائے بدل گئی ہی اور مجھکو یقینی طرح سے معلوم ہوا ہی کہ اس جلسہ مین اخلاص نہین بلکہ صرف اپنی گرم بازاری منظور ہے

وما علینا الا البلاغ کتبہ محمد منصور علی مرادآبادی عفی عنہ مدرس مدرسہ طبیہ حیدرآباد دکن۔

اب کہو کہ مولانا منصور علی صاحب کا نام لینا لمال سفاہت و بے غیرتی کی دلیل ہے یا نہیں۔ ہان یہ تو کہئے کہ فتح المبین کا نام ہی سنا ہے یا کبھی مطالعہ کا بھی اتفاق ہوا۔ یہ وہی فتح المبین ہے جسمین آپکے عینی بھائی وہابیہ وغیر مقلدین کی تضلیل ثابت کیگئی ہے۔

نمبر ۸ (مناظرہ مرشدآباد مین غیر مقلدون کے مقابلہ مین حنفیون کی بات کسنے رکھہ لی مولانا عبد الحق حقانی نے) کیا رسایل اہلسنت مین تمہارے حقانی کو یہ سخت الزام نہین دیا گیا کہ کل تک کیا تھا اور آج کیا ہے۔ کل تک تفسیر حقانی وغیرہ مین کون وہابیہ کو گمراہ کہتا تھا۔ اور آج ندوہ کی ہدایت سے انکو کون سنی کہتا ہے۔ یہی آپکے حقانی۔ کل تک عقاید الاسلام وغیرہ مین شیعہ کو کسنے منکر قطعیات بتاکر انکی صحبت انسے مناکحت کو ناجایز ٹھہرایا۔ اور آج کون شیعہ سنی کے اختلافی عقاید کو ذراسی بات اور غیر قطعی بتاتا ہے۔ یہی آپکے حقانی۔ کل کسنے تفسیر حقانی وغیرہ مین نیچریہ کو ملحد وکافر بتایا تھا۔ اور آج انکو کون مسلمان ٹھہراتا ہے۔ یہی آپکے حقانی۔ مذہب اہلسنت کی تخریب کے درپے آج کون ہے۔ یہی آپکے حقانی۔ ہان اسکا جواب ندوہ کیطرف سے یہی دیا گیا کہ ان حضرات نے اپنی تحقیق سابقہ پر پانی پھیر دیا ہے دیکھو رسالہ **مقاصد ندوہ** وغیرہ۔

نمبر ۹ (یہ دونون حضرات موافق ہین یا مخالف) مولانا منصور علی صاحب کا حال تو انکی تحریر سے ظاہر ہوچکا۔ البتہ آپکے حقانی صاحب ضرور ندوہ کے سچے پکے موافق اور پورے ندوی ہین۔ مگر انکی موافقت سے علماء اہلسنت پر کیا الزام قایم ہوسکتا ہے۔ حقانی صاحب جبتک **سطوہ** کا جواب نہ دے لین۔ **دامغ** اور **فتاوے السنۃ** کی تردید نہ شایع کردین تب تک وہ مونھہ کب دکھا سکتے ہین۔

نمبر ۱۰ (شوق نیموی صاحب سے بڑھکر کون شخص حنفیون کا پشت پناہ ہوگا جنہون نے بیسیون رسایل حنفیہ کی تائید مین لکھڈالے) یہ کسنے دعوی کیا کہ ندوہ کے جسقدر اراکین ہین وہ سب کے سب علم و فہم سے معرا ہین یا کسی وقت مین بھی انکو تائید مذہب اہلسنت کا خیال نہ تھا۔ رونا تو اسیکا ہے کہ کتابین لکھکر فتوے چھاپکر آج پچھلی تحقیقات پر پانی پھیرے دیتے ہین۔ خواہ شوق صاحب ہون خواہ کوئی ذوق صاحب ہون عقاید باطلہ ندویہ کو حق جاننے کے بعد انکی ساری محنت برباد و رایگان ہے۔

ورنہ یون تو **سرسید** کو مسلمانون کی اصلاح مسلمانون کی ترقی کے کیا کچھہ دعوے نہین ہین مگر سب ہیچ۔ حضرت سلامت تمنے تہدید الندوہ کو اپنی آنکھہ سے بھی دیکھا ہے یا یون ہی سوتے مین بڑ اٹھے

آپکے ان سب خیالات کا دفع اُسمین موجود ہے اگر آنکھین رکھتے ہو تو دیکھو کہ صفحہ ۱۶ پر جناب شوق نیموی صاحب کی نسبت لکھا ہے "مدح سرایان ندوہ کی بیچرب باتون پر اعتماد کرلیا ہے وبس ورنہ اگر واقع مین رسالۃ اتفاق ومضامین نظم ونثر دردوداہا ے ندوہ دیکھین اور انصاف ہات سے نہ دین تو یقین ہے کہ مخالفین ندوہ کی فہرست مین پہلی جگہہ لینگے" الخ اور اگر آپ اسی پر اڑے ہوئے ہین کہ نہین نہین وہ تمام مضامین رسایل ندویہ کیساتھ موافقت رکھتے ہین تو بمصداق اللھم ارنا الحق حقا وارزقنا اتباعہ وارنا الباطل باطلا وارزقنا اجتنابہ

(تصحیح: مصداق اللحق حقا وارزقنا اتباعہ — see next line as printed)

اذا تعارضا فالحق احق بالاتباع۔ اور نیز بمصداق لا تعرف الحق بالرجال بل تعرف الرجال بالحق امور مذہبی مین کسیکی رورعایت کرنا ارباب ندوہ کو مبارک رہے شوق صاحب کب الزام سے بچسکتے ہین۔ ہم نہین سمجھ سکتے کہ مراسلہ نویس صاحب شوق نیموی صاحب کو مفتی اعظم صدر ندوہ سے کسطرح بڑھا چڑھا سمجھتے ہین جب وہی الزام سے نہ بچ سکے پھر دوسرے کس شمار وقطار مین ہین مگر ہم پھر بھی کہینگے کہ جناب مولوی ظہیر احسن صاحب گو بعض وجوہ سے ندوہ سے علیحدگی ظاہر کرین مگر اُن خیالات باطلہ مین اہل ندوہ کے ہمزبان نہونگے جنکی تردید فتاوے السنۃ مین لکیگئی ہے۔ ذرا خیال تو کیجئے کہ ندوہ کہتا ہے کہ رد وکد کا صیغہ کلمہ گویان سے اُٹھا دینا لازم ہے۔ حضرت مرشدنا فضل رحمان صاحب قدس سرہ العزیز کے ارشادات پر جو مولوی محمد علی صاحب موی نے اعتراض کئے رسالہ چھاپا یہی شوق صاحب کیسے بیتاب ہوگئے۔ نہایت جوش وخروش کیساتھ بڑے زور وشور کا رسالہ مسمّٰی بہ مقالۂ کاملہ۔ فی رد الاجوبۃ الفاخرۃ الفاضلۃ تصنیف فرمایا جسمین ہرطرحکی تجہیل وتضلیل وتذلیل مخالف کی ثابت فرمائی کہ وہ رسالہ مطبع قومی پریس لکھنؤ مین طبع ہوگیا ہے اور ابھی تک وہی سلسلہ جاری ہے۔ کیا ندوہ کے قواعد مسلّمہ کے رو سے انکو سکوت لازم نتھا یا اپنے محبوبین ومرشدین کی اہانت کے دفع کیلئے خودکشی ضرور ہے۔ اور صحابۂ کرام وائمہ عظام کے طاعنین ولاعنین کا جواب بغرض حفاظت اہل اسلام کے مخالف اسلام ومحذور ہے۔

ے ۱۱ (جناب مولانا محمد عظیم صاحب پنجابی جو بقول مولف کے سنی حنفی ہین اور جنکی تالیفات سے رد غیر مقلدین مین بعض رسایل موجود ہین وہ پہلے کیسے مخالف ندوہ تھے مگر اپنی تحریر سابق کو منسوخ کرکے صاف طور پر کیسے طرفدار ندوہ ہوگئے) جسنے سرسری نظر سے بھی تہدید الندوہ کو دیکھا ہے وہ

کہسکتا ہے کہ ان سب امور کا تصفیہ اسمین موجود ہے صفحہ ۱۵ پر ہے "حضرت مولانا محمد عظیم صاحب
سنی حنفی دام مجدہ کو البتہ فریب دیکر بظاہر اپنا کر لیا ہے مگر انصاف یہ ہے کہ مولانا ممدوح سے بڑھکر کوئی
مخالف ندوہ نہین رسالۂ اتفاق کے مضامین سُنا کر دیکھہ لیجئے کہ کیا فرماتے ہین" الخ افسوس کہ اس
صریحی توضیح کے ہوتے ہوئے یہ راگ مالا گانا کیسا کچھہ اندھیر ہے ۔ ہم تو اُسیوقت انکو ندوہ کا پورا
طرفدار اور آپکو صادق الاقرار سمجھینگے کہ مولوی صاحب موصوف سے تفصیل و تشریح کیساتھہ مضامین
رسالۂ اتفاق وغیرہ کی تصدیق و تصحیح اور فتاوے السنہ کی تردید شایع کرا دیجئے ۔ رہا یہ امر کہ انہون نے
اپنی تحریر سابق کو منسوخ کر دیا یہ مفتی اعظم و دیگر اراکین کے رجوع سے زیادہ تعجب انگیز قرار نہین
پا سکتا ۔ مگر اسکا فیصلہ بھی یہی ہے کہ اسوقت تک غیر مقلدین و نیچریہ وغیرہما کے رد مین جو لکھہ چکے
ہین اُسپر پانی پھیر کر غیر مقلدین کو سنی سمجھہ لین نیچریہ در وافض کو اپنا مسلمان بھائی اور متقی فرمادین ۔

ص ۱۳ (اگر مخالفین مین کچھہ ہمت ہے تو دار العلوم کیون نہین قایم کرتے واعظین کو کیون نہین مقرر کرتے نصاری
و آریہ وغیرہم کے عقاید کے رد مین رسایل کیون نہین لکھتے) ۔ کیا آپکا اسقدر طومار تہدید الندوہ کے اس
سوال کا جواب ہوگیا کہ ان امور مین وہ کونسا کام ہے جو علماء اہلسنت کی متفقہ کوشش سے نہین ہوسکتا
جسکے لئے ضروریات مذہب سے دست برداری دیکر رافضی خارجی ۔ نیچری ۔ وہابی ۔ تمام مبتدعین کو مسلمان
اور سنی ٹھہرایا جاتا ہے ۔

ص ۱۳ (اور سب سے زیادہ تعجب یہ ہے کہ جن صاحب کے نام سے یہ رسالہ شایع ہوا وہ حضرت مولانا فضل رحمان
قدس سرہ کے مریدین قاضی صاحب جنکے اہتمام سے یہ رسالہ چھپا ہے وہ جناب مولانا مرحوم کے تہ دل سے
پکے مخالف ہین مگر ڈر سے بولتے نہین تحفۂ حنفیہ مین معمولی حضرات کی شان مین تو ایسے ایسے لمبے چوڑے
القاب لکھے جائین اور حضرت مولانا مرحوم کے حق مین معمولی الفاظ صاف دال ہین کہ اس شخص کو ضرور جناب
مرحوم کیطرف سے کدورت ہے) ۔ اولاً اس لاطایل پر تردید تقریر کا منشا سمجھہ لینا ضرور ہے ۔ یہ کون نہین
جانتا کہ مولوی محمد علی صاحب ناظم ندوہ حضرت جناب مولانا شاہ فضل رحمان صاحب سے بیعت رکھتے ہین
لہذا حضرت جناب شاہ صاحب مرحوم کی ندوہ سے بیزاری ۔ ندوہ کی شرکت سے صاحبزادہ صاحب
یعنی جناب احمد میان صاحب کو ممانعت فرمانا یہ ایسا قوی الزام ناظم صاحب پر قایم ہوا کہ اگر کچھہ بھی غیرت

تو مونھہ نہین دکھاتے۔ اخبار زمانہ کانپور و رسالہ حشرہ وغیرہ مین طرح طرح سے غیرتین ولائی گئین مگر اپنی دھن کا پکا ہو تو ناظم صاحب جیسا کہ کسیکی ایک نہ سنی ذرا اثر نہوا ہر ذی عقل ذی انکی عقیدت صفا رباطن کا کافی اندازہ کرلیا اب اُس الزام کے دب جانیکی یہ تدبیر نکالی کہ یون مشہور کردینا چاہیے کہ فلان شخص حضرت مولانا مرحوم کا مخالف اور بدگو ہے تاکہ حضرت شاہ صاحب کے مستفیضین و معتقدین کی طبیعت کو اشتعال پیدا ہو جاوے اور وہ اسطرف متوجہ ہو جائین۔ اگرچہ ہم جانتے ہین کہ پٹنہ وغیرہ مین مراسلہ نویس صاحب جیسی طینت کے بھی آدمی ہین مگر سب اُن جیسے نہین ہین پس اس بیہودہ سرائی اور زیادہ گوئی۔ افترا پردازی سے انشاءاللہ تمہارا مطلب حاصل نہوگا۔ نیز اس اعتراض کا منشا ایک یہ بھی ہے وہ یہ کہ صاحب تائید الندوہ نے اپنی تحریر میں اس بیباکی و گستاخی کیساتھ اجلۂ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اسمار طیبہ کو ذکر کیا تھا کہ اگر پوچھین کہ خالد ابن الولید کون تھا ابو عبیدہ ابن الجراح کون تھا عمرو بن العاص کون تھا ضرار کون تھا الخ۔ اسکے متعلق تہدید الندوہ مین لکھا گیا کہ ایسے مشاہیر اور جلیل القدر اصحاب کرام رضی اللہ عنہم و مربیان دین و اسلام کی شان مین اور یہ بےادبی کہ اول مین لفظ حضرت کا پتہ نہ آخر مین رضی اللہ عنہ مذکور اور تسپر تائید اسلام کے لمبے چوڑے دعوے توبہ کیجیے اعتراف فرمائیے کہ غلطی ہوئی اب ایسی بےادبی نہوگی الخ ملخصاً۔ افسوس کہ توبہ تو نصیب نہوئی۔ جواب تو دیا نہ گیا بے وقت کی چھیڑ شروع کردی کہ حضرت شاہ صاحب کے نام پر زیادہ القاب نہ لکھنا اسی امر پر دلالت کرتا ہے کہ حضرت کیطرف سے دلمین کدورت ہے۔ افسوس صد افسوس کہ حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے اسمار طیبہ نہایت بیباکی اور گستاخی کیساتھ ذکر کرنیسے مراسلہ نویس صاحب کے دلپر ذرا بھی میل نہ آیا۔ اور جناب شاہ صاحب مرحوم کے حقمین معمولی الفاظ لکھنے سے کلیجہ کے ٹکڑے ہوگئے کیا حضرات صحابہ کرام رضی کی تعظیم و تکریم لازمی اور ضروری امر نہین ہے۔ جاننے والے خوب جانتے ہین کہ تمکو اور شاہ صاحب کیساتھ حسن عقیدت سے کیا واسطہ۔ ہان اتنا اور بھی صاف صاف کہدیجیے کہ حقانی صاحب۔ ناظم صاحب۔ غازی پوری صاحب۔ شبلی صاحب بہادر کی شان مین تو ایسے چوڑے القاب لکھنا اور حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے حقمین معمولی الفاظ تعظیمی بھی نہ لکھنا کمال بیباکی و بے تعظیمی سے انکا ذکر کرنا واضح دلالت اس امر کی ہے یا نہین کہ صاحب تائید کو ضرور حضرات صحابہ کرام کیطرف سے کدورت ہے۔

۱۴ (مخالفین ندوہ ...... سخت کہتے ہین ...حنفیون مین سرگروہ علما... انکو برا کہنے سے مخالفین مذہب حنفی کا دل کیسا خوش ہوتا ہوگا.... خانہ جنگی... بن پڑگئی ہے..... ندوہ کی اگر اصلاح..... دریدہ دہنی سے باز آئین) ے چہ خوش جب ارباب ندوہ (گو بعض انمین کے پہلے حنفی ہون) ضروریات دین کو بیکار بتائین۔ قید مذہب کو فضول جانین۔ مذہب اہل سنت سے دست بردار ہون۔ پھر حنفی کیونکر رہے تو یہ کیجئے۔ ہان ہان جب سب کلمہ گو یکسان متفق العقاید ہین تو انسے (روافض۔ خوارج۔ وہابیہ۔ نیچریہ خذلہم اللہ) اتحاد و اتفاق چاہیے انکا رد و کد حرام۔ مبتدعین بیدین و بیاچہ کفرہ تو آپکے جانی دوست ہے انکے مدد کے آپ تائید اسلام نہین کر سکتے۔ پھر انہین مخالف مذہب حنفی کہنا ندوہ کو داغدار بتانا ہے۔ انکی بن آئی تو آپ کو خوش ہونا چاہیئے نہ کہ رنجیدہ۔ بقول آپکے مخالف اسلام تو نہین ہین مذہب اہلسنت برباد ہو تو کسیکی بلا سے۔ کیون حضرت یہ ابلہ فریبی کیسی۔ ندوہ کیا آپکے نزدیک محتاج اصلاح ہے جو مخالفین ندوہ پر دریدہ دہنی کا الزام ہا کر اصلاح نہین کرتے اور نفسانیت پر اڑے ہین۔ پھر یہ شور و شغب کیسا۔ کچھ تو شرم چاہیئے۔

۱۵ (اگر اصلاح منظور ہے تو دریدہ دہنی سے باز آئین اور ہمارے پیشوایان دین کو برا بھلا کہنے سے اپنی زبان روکین ورنہ قہر الہی ضرور نازل ہوگا۔) ے برا ہو اس کج فہمی کا کہ برائی کو بھلائی۔ عیب کو ہنر سمجھکر بمصداق چھوٹا موہنہ اور بڑی بات بڑے بڑون پر موہنہ آنیکو کمال لیاقت سمجھا جاتا ہے۔ قہر الہی نہین تو اور کیا ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین پر تبرا کرنے والے مستحق قہر الہی نہ ہون۔ قرآن مجید مین وقوع نقصان کے قائلین۔ انبیاء کرام و اولیاء عظام و ائمہ کبار کی اہانت کرنیوالے مستوجب قہر ملک عزیز و جبار نہ ٹھہرین۔ جنت، دوزخ۔ ملائکہ۔ عذاب و ثواب، حشر و نشر کے منکرین پر قہر خدا نازل نہ ہو۔ ضروریات دین کو زواید اور لاشے اور شیعہ سنی کے اختلافی عقاید و مسایل کو غیر قطعی کہنے والون پر قہر الہی نازل نہ ہو۔ مگر مذہب اہل سنت کے سچے مویدین پر ضرور نازل ہوگا۔ ولاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم و نعوذ باللہ من وساوس الشیطان الرجیم و نسئلہ الاستقامۃ علی حب حبیبہ الکریم الرؤف الرحیم و حب آلہ و صحابہ و دینہ القویم

۱۶ (ابھی اتنا شور و شغب اسیلئے ہے تاکہ ندوہ کے اراکین بعض نیچری ہین اور بعض غیر مقلد اگر دو ایک

نیچری ہوے یا غیر مقلد ہوے تو اس سے کیا ہوتا ہے ہمکو اُن لوگون کے عقاید سے کیا بحث) خیر یہی تسلیم کہ وہ ایک ہی اراکین نیچری یا وہابی ہین مگر اس سے جو ہو گیا وہی تو ایسا ہے جسنے تمہارے مذہب کا خاتمہ کردیا۔ مداہنت تم مین آگئی۔ سکون صُلحِ کُلّی عنہ کو تمنے اپنا معمول ٹھہرالیا۔ ضروریات اسلام کو تمنے زواید سمجھکر غیر ضروری تسلیم کرلیا۔ قطعیات کو تم ظنی کہنے لگے۔ تحقیقات و تصریحات ایمۂ کرام کو تمنے ردی اور تقویم پارینہ قرار دیا۔ حضرات صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی وقعت تمہارے دلون سے جاتی رہی۔ احادیث مصطفویہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والتحیہ تمہارے نزدیک قابل وثوق و عمل نہ رہین۔ بارگاہ حق سبحانہ کا قیاس تمنے گورنمنٹ کے دربار پر کیا۔ اپنی پچھلی تحقیقات پر تم نے پانی پھیر دیا اور پھر کہتے ہو کہ اس سے کیا ہوتا ہے۔ ہان یہ سچ ہے کہ تم ہی جیسے جاہلون کا یہ مقولہ ہے کہ عیسیٰ بدین خود موسیٰ بدین خود۔ تم جیسے آزادی پسند نیچری المشربون کو ضرور عقاید سے کوئی بحث نہین مگر اہلسنت کے نزدیک تو سارا دارومدار عقاید پر ہے۔ اہلسنت کا عقیدہ ہے کہ ایک غریب جاہل سنی موچی کی قدر و منزلت خدا کے یہان بہت بڑے عالم مالدار نیچری وہابی۔ تفضیلی سے بدرجہا زیادہ ہے۔

نمبر ۱۷ (اگر کوئی صاحب موافق ندوہ اپنی تحریر مین کوئی بیجا بات لکھجائین تو نفس ندوہ پر الزام نہین) الزام نہ ہونیکی وجہ۔ ضرور الزام ہے۔ ندوہ دعوت دیکر ہزار منت و خوشامد سے بلائے روپیے وصول کرے پلاؤ قورمہ اُنکو کھلائے۔ بیان کی اجازت دے مسند مبارک پر بٹھائے اور پھر اُس ضلالت آمیز تقریر کو شایع کرے تو یہ الزام ندوہ پر نہین تو اور کسپر ہے۔ البتہ اگر ندوہ کیطرف سے اُسیوقت تردید کردیجاتی تو آپ ایسا کہسکتے تھے مگر وہان تو یہ ضابطہ پاس ہو چکا ہے کہ مجلس مین ہرگز کسی قسم کا ردو قدح نہوگا۔

نمبر ۱۸ (ہان جو باتین باتفاق اراکین ندوہ مین پاس ہو جاتی ہین اگر انمین کوئی نقص ہو تو بیشک ندوہ مورد الزام ہے) جب سے تمنے اور تمہارے سارے طایفہ نے ٹھہرالیا ہے کہ اپنی کہے جاوینگے دوسرے کی نہ سنینگے پھر تمکو کسطرح یہ یقین دلایا جائے کہ علماء اہلسنت نے اون ہی مضامین باطلہ اور شناعات فاسدہ پر اعتراض فرمائے ہین جو باتفاق اراکین پاس ہو چکے جو ندوہ کی

مہرنے شایع ہوئے تم جیسے کم مایہ حضرات کی آسانی کیلئے صفحہ اور سطر تک کا نشان دیدیا ہے۔ سچ ہی ہے کہ ومن یضلله فلا هادی له ایک بار نہین دس بار۔ بیس بار نہایت وضاحت و تصریح و تفصیل کے ساتھہ ندوہ کے پاس شدہ عقاید فاسدہ بتا دیئے گئے مگر کہے ہی جاوینگے کہ کوئی نقص نہین اگر ہے تو پیش کرو۔

۱۹ (مگر انشاءاللہ کوئی صاحب اُن پاس شدہ امور مین کوئی خرابی نہین نکال سکتے) گو تمہارے نزدیک اُنمین کوئی خرابی نہین لیکن اہلسنت نے متعدد خرابیان ظاہر کردین جنکے جواب مین صدر و ناظم کے اسوقت تک ہوش و حواس باختہ ہین دیکھو رسالۂ دامغ مولفہ جناب مولانا محمد ابراہیم صاحب مدراسی اور رسالۂ نذیر الندوہ مولفہ جناب مولانا نذیر احمد خان صاحب گجراتی وغیرہما۔

۲۰ (یہ حضرات لاکہہ مخالفت کرین مگر ندوہ بہت کچہہ ترقی کرچکا اور روز بروز ترقی کرتا رہیگا یہ خیال کہ مخالفت کی وجہ سے ندوہ کا کام رک جائیگا محض غلط ہے چند سال مین دیکھہ لینگے کہ ندوہ اپنے فرض منصبی کو کس عمدگی کیساتھہ انجام دیتا ہے)۔ تهدید الندوہ کے ناظرین بخوبی جانتے ہین کہ ان سب خیالات فاسدہ کا ابطال نہایت وضاحت کیساتھہ اُسمین موجود ہے۔ مراسلہ نویس صاحب بجز کاغذ کے سیاہ کرنے اور اپنی کج فہمی کے اظہار کے اور کوئی فائدہ حاصل نہین کرسکتے۔ مگر خیر ہم بھی اپنی اس تحریر کو بہت جلد ختم کرنیکو ہین لہذا بالاختصار پھر اسکے متعلق کچہہ لکھتے ہین۔ حضرات اہلسنت کا عقیدہ ہے کہ لا یکلف الله نفسا الا وسعها۔ قوت بشری سے زیادہ بار کے تحمل کا انسان کو ہرگز حکم نہین دیا گیا۔ انسان دنیا مین خدائی کا جامہ پہنا کر نہین بھیجا گیا ہے۔ انسان اپنے چند اور محدود اختیارات کے علاوہ کچہہ بھی نہین کرسکتا۔ خوب سمجہہ لیجئے کہ حضرات اہلسنت کا فرض منصبی یہی ہے کہ ظہور فتن و شیوع ضلالت پر امر حق کا اعلان کما ینبغی فرمادین۔ جسنے ایسا کرلیا وہ اپنے فرض منصبی سے ادا ہوگیا۔ اُنکا کام صرف اراءة الطریق ہے ایصال الی المطلوب انسانی قوت۔ انسانی اختیارات سے خارج ہے۔

یہ کام اُس زبردست قوت کا ہے جسکے آگے سب قوتین ضعیف ہین۔ تمام مبتدعین سے تو یہ
کروالین یہ بارِ عظیم علماء اہلسنت پر نہین رکھا گیا۔ اور نہ اُنھین یہ قوت ہے یہ تصرف وہی کر سکتا ہی
جسکے قبضہ مین تمام انسانی قلوب کی دوڑ ہی۔ ہم کیا اور ہماری بساط کیا حضور سیدنا مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ
نے خوارج و روافض کو قتل بھی کیا۔ آگ مین بھی جلایا۔ کوڑے بھی لگاؤ پر زور اور بااثر خطبون
مین تہدید بھی فرمائی غرض کہ اپنی چلتی کوئی درگزر نہین کردی مگر روافض و خوارج کے وجود سے
دنیا کو پاک نہ کر سکے اور نہ وہ ایسا سمجھتے تھے۔ آجتک روافض بھی موجود ہین
اور خوارج بھی۔ بلکہ روز بروز انکو ترقی ہی۔ ملک کے ملک اُنکی قبضہ مین ہین۔ فتنۂ
نیچریہ کے شیوع پر علماء اہلسنت نے کونسی کوشش اُٹھا رکھی
ہندوستان کے اکثر بلاد سے تکفیر کے فتوی صادر ہوی علماء حرمین
طیبین زادہما اللہ شرفا و تکریما نے حکم تکفیر نافذ کیا
مگر نیچریہ کو ترقی ہو کر رہگئی۔ پس حضرات علماء
اہلسنت نے نہ یہ دعوی کیا اور نہ وہ ایسا دعوی
کرنیکے مجاز تھے کہ ہم اپنی کوشش سے کبھی فرقۂ
ضالہ کا وجود ناپید اکر دینگے۔ جہان تمہاری
اور سخن فہمیان ہین وہان ایک یہ بھی نہ سمجھی دور کیون
جائیے اپنے ہی حال پر غور کیجیے کہ آپکے
سمجھانے مین کونسی کسر چھوڑ دیگئی
اگر اسپر بھی تم نہ سمجھو تو
ہمپر کیا الزام ہی تم
جانو اور تمہارا
کام جانے
وما علینا
الا البلاغ

الساطر الوازر
خادم سنت و اہل سنت (جناب مولوی)
ظہیر الدین فوق حنفی قادری فضل رحمانی
عفی عنہ

تمت بالخیر

ایھا الناظرین آپ جانتے ہین کہ یہ تحریر عشق حقیقی و عشق مجازی انکے فکر سلیم
طبع مستقیم کا نتیجہ ہے۔ ہان ہان یہ پھڑکیلی تحریر میرے قدیم مخلص صادق جناب
خواجہ تجمل حسین صاحب زید لطفہ ایڈیٹر زمانہ واگرہ اخبار کی ہے جنہون نے مدتون۔
سرسیّد کے تہذیب کی دھجیان اُڑائی ہین۔ خدا انکے عمر مین برکت دے استقامت
علی الشریعت نصیب کرے اور ہر طرح خوش و خورم رکھے آمین۔ (منتظم تحفۂ حنفیہ)

عشق مجازی و حقیقی

۵ عشق کیا شے ہے کسی کامل سے پوچھا چاہیئے کس طرح جاتا ہے دل بیدل سے پوچھا چاہیئے

اللہ اللہ عشق بھی کیا پیاری چیز ہے اور انسان کو دل سے کیسا عزیز ہے۔ آدمی تو آدمی خدائے
بزرگ نے بھی اسکو پسند کیا اور آنحضرت کو اپنے عشق سے خرسند کیا وہ سرمنشار عالم جسکے
سر پر کرمنا بنی آدم کا تاج دیا گیا اور وہ پیغمبر اعظم جو لقد خلقنا الانسان فی
احسن تقویم کا مصداق کیا گیا وہ بھی کسیکے عشق مین برسون گرفتار رہا اور اسکے
دل مین سالہا سال مرض عشق کا آزار رہا۔ جناب کلیم کے دل مین کس چیز کا جوش تھا جسنے
کوہ طور تک بارہا دوڑایا اور خاطر عالی مین کس چیز کا خروش تھا جسنے انھین اسی پہاڑ پر رب ارنی
کہلایا۔ حضرت عیسٰی کو سولی پر چڑھنے کی کسنے اجازت دی ایسے وقت مین دنیا و ما فیہا کی فراموشی
کی کسنے اعانت کی جسم حضرت یعقوب کو فراق حضرت یوسف مین کسنے خاک کیا۔ ایوان زلیخا مین
دامان حضرت یوسف کسنے چاک کیا۔ زلیخا کے دل مین کونسی آگ شعلہ ریز تھی۔ خاطر عزیز مین
کونسی بات وجہ ستیز تھی۔ خوان صبر حضرت ایوب مین کیا حضرت عشق نمک پاش نہ تھے۔
قلوب انبیا و صحابہ مین کیا ناخن عشق کے خراشین نہ تھی۔ خشنود اسلام کے ساتھ کون عرش اعظم
تک گیا آیا۔ شب معراج کسنے قاب قوسین او ادنی کا پردہ اٹھایا جناب احدیت مین اس عروج

معراج پر پہونچانیوالا کون تھا۔ حضور صمدیت مین فتدلّیٰ کا جلوہ دکھانیوالا کون تھا۔
میدان کربلا مین عشق اللہ کا جلوہ نہ تھا تو کیا تھا ہر شخص کو بھوک پیاس سے عشق الٰہی
کا مزا نہ تھا تو کیا تھا کون ہوائے شوق تھی جو کنار فرات پر فنا فی اللہ کے پھریرے
اوڑا رہی تھی کون ہوائے طرب انگیز تھی جو تشنگان سہ روزہ کو تسنیم وکوثر کی لہرین
دکھلا رہی تھی کونسا جوش تھا جسمین سبط رسول میدان وغا مین پشت
ذو الجناح پر جھوم رہا تھا کونسا خروش تھا جسمین جگر گوشۂ بتول دہان زخم
سے لب سوفار خدنگ کو شوق سے دمبدم چوم رہا تھا۔ کون چیز تھی جسنے
لِی مَعَ اللّٰہ کا جلوہ دکھایا کونسی ہوا تھی جسنے فنا فی اللہ کا پردہ اُٹھایا۔
حضرت ابراہیم کو کسکے ہوا نے آگ مین کودایا۔ حضرت خلیل نے کسکے ہوائے
شوق مین ذبح فرزند کو ہاتھ بڑھایا۔ منصور کو کسنے سولی پر چڑھایا۔ حلاج سے کسنے
انا الحق کہلایا۔ وہ گدڑی جسکی خاک سوختہ سے دجلہ مین خون بہا اسمین
کسکی جلوہ گری تھی۔ وہ دل جسنے سولی پر انا الحق پکارا اسمین کون پری تھی۔
مولانا روم کی زبان مین کسکا اثر ہے جو بے اختیار دل مین چبھا جاتا ہے۔
شیخ و حافظ کے بیانمین کون جلوہ گری ہے جو لفظ لفظ پر دلکو تڑپاتا ہے۔
خسرو کو کسنے امیر کیا۔ درد کو کسنے سوز دیا۔ ابراہیم ادہم سے کسنے سلطنت چھڑوائی۔
خواجہ عماد سے کسنے یہ مثنوی کہلائی۔

از فرقۂ طالبان مولے	رنگینی بزم وصف اولے	وحدت نگہان کثرت آثار
از بادۂ نفی غیر سرشار	مینا شکنان بزم ہستی	مدہوش شراب حق پرستی
دل کردہ زبہر یار خود فرش	الرحمن استویٰ علی العرش	طے ساختہ وادی شریعت

جاکردہ منزل حقیقت   جاکردہ نظر سخن جاوید   از دیدہ سرمہ سائی توحید

یہ تو عاشقان عشق حقیقی کا بیان تھا جنکا قول ہے ٥

ہو الغفور ز جوشش شراب می شنوم + صریر باب بہشت از رباب می شنوم
صدائی شہپر جبریل عشق ہر ساعت + ز جنبش دل پر اضطراب می شنوم

اب عشق مجازی کی کیفیت بھی سننے اُس مین بھی اُسی مہر کا پرتو ہے اسمین بھی اُسی شمع کی لو ہے وہ قرآن ہے یہ آیۃ ہے وہ نور ہے یہ سایہ ہے جس دل مین عشق کی جلوہ گری نہین وہ خالی شیشہ ہے جسمین پری نہین۔ جس دل مین عشق کا پیچ و تاب نہین وہ جام واژگون ہے جسمین شراب نہین۔ جس دل مین عشق کی رسائی نہین وہ اندھی آنکھ ہے جسمین بینائی نہین۔ جو ہاتھ گردن عشق تک نہین پہونچا وہ دست شل سے بدتر ہے اور جو پانون کوچۂ یار تک نہین گیا اُس سے پائے خفتہ بہتر ہے۔ جو سر وقف نشانہ نہین ہوا وہ سر ہی نہین۔ جو جگر وقف خدنگ نہین ہوا وہ جگر ہی نہین جو سینہ پیکان نظر سے چھلنی نہوا وہ سینہ ہی نہین۔ جس آئینہ مین کسی کے روئے مصفا کی جھلک نہ پڑی ہو وہ آئینہ ہی نہین۔ شعر

بندہ ہی کیا ہے جسمین سر بندگی نہین ✤ دنیا مین جسکو عشق نہین آدمی نہین

مرد تو مرد زیب النسا جیسی پری کو دیکھو کہ معشوق عاشق مزاج کیا کہتی ہے شعر

خشک بہ دستی کہ خم در گردن یاری نشد + کور بہ چشمی کہ لذت گیر دیدارے نشد

سچ تو یہ ہے کہ عشق بڑا عالی بارگاہ ہے۔ حق پوچھو تو اقلیم حمیت کا پادشاہ ہے۔ قدوۂ اولیائے کرام ہے زبدۂ اولیائے عظام ہے۔ سیاح بیدائے ناسوت ہے

سیّاح دریاے لاہوت ہے۔ مکامن روح کو مصباح ہے۔ خزائن فتوح کو مفتاح ہے۔ امام صومعۂ ریاضت ہے۔ ساقی میکدۂ افاضت ہے خضرِ حقیقت ہے۔ والیاس بحر طریقت ہے۔ سیّار مشاہدۂ قلوب ارواح ہے نظار بواطن قوالب اشباح ہے۔ صراف سرایر کشف و شہود ہے نقاد ضمائر ارباب وجد و وجود ہے۔ نخل بند ریاض معنی و صوری ہے گلچین بساطین حصول و حضوری ہے۔ مشعلہ دار شبستان طریقت ہے۔ قافلہ سالار شاہراہ حقیقت ہے۔ دربان ایوان محبوب ہے کہین طالب کہین مطلوب ہے۔

کہین یوسف کی یہ کہانی ہے	کہین یہ شوق لن ترانی ہے
ہے کہین سوز یہ کسی دل کا	چہچہا ہے کہین عنادل کا
داغ لالہ کا ہے کہین گل مین	نالہ ہے گاہ صوت بلبل مین
کہین ظاہر مین ساز ہے جی کا	کہین پوشیدہ راز مخفی کا
ہر جگہہ اسکی ایک جلوہ گری	کہین شیشہ بنا کہین یہ پری

قیس کو کسنے مجنون کا لقب دیا۔ اسی عشق علیہ الرحمت نے۔ فرہاد سے کسنے کوہ کنی کرائی اسی جوشش محبت نے۔ مجنون کو دولہ مین کتنے کتنے سو کوس کسنے دوڑایا اسی عشق کے جوش نے۔ فرہاد سے کسنے پہاڑ کٹوایا اسی شوق و محبت کے خروش نے۔ راجہ نل کو کسنے سوز محبت مین جلایا اسی عشق خانہ سوز نے دمن کے دل مین کسنے آگ بھڑکائی اسی عشق عالم افروز نے۔ راجہ بھرتری نے کیون جوگ لیا اسی پریت کے کارن۔ رام لچھمن... وغیرہما کفارون کو لنکا کون لے گیا یہی رہزن۔ ہاروت کو کسنے کوئین جھکائے اسی شوق محبت نے

ماروت کو کسنے اسم اعظم بتانے کی اجازت دی اسی نشۂ الفت نے شیر افگن خان کو کسکا بل تھا۔ جہانگیر کے دماغ مین کسکا خلل تھا۔ زیب النساء کو سرو باغ تک کون گھسیٹ لایا اور کسکے کہنے سے سرو کو اسنے گلے لگایا۔ کون جن تھا جو اسکے سر چڑھا۔ کسکے کہنے سے اسنے یہ قطعہ پڑھا ؎

حیف بر مردمان نادیدہ ۔۔۔ غلطی را بخود پسندیدہ
سرو را قد یار می گویند ۔۔۔ سرو چوبی است نا تراشیدہ

اور نور جہان سنکے دلمین کسکی جلوہ گری تھی۔ جو وہ جہانگیر پر مرتی تھی۔ لیلی اتنی غیور تھی مگر پھر بھی مجنون کا عشق اسکے دل مین چبھتا ہی رہا۔ شیرین ایسی سنگدل تھی مگر پیارے فرہاد کا حال سنکر افسوس کرتے ہی بنا ہمارے ایک ہموطن بھائی کو بھی اسی عشق خانہ سوز نے جلایا اسی کے زہر افعی الفت نے اسکا کام تمام کر کر خلد آباد کو پہونچایا۔ ؎

خدا بخشے اسے وہ رشک نعمت خا نعالی تھا ۔۔۔ مری صورت سی وہ بھی ایک ندلا ادبالی تھا

الحق اس عشق کو جو کچھ کہئے وہ بجا ہے۔ جو کام کسی سے نہو وہ اسنے کیا ہے خیابان قلوب مین سبزۂ خود رو ہے۔ شبستان حسن مین شمع محبت کی لو ہے وادی ایمن مین بقعۂ نور ہے۔ باغ بن من بن مین لوچن کا ظہور ہے۔ پری رخان فرنگستان کے دل مین ذریعۂ خود نمائی ہے۔ مہوشان انگلستان کے دلمین اسکی رسائی ہے۔ حضرت شاہ اودہ کے خاص محل کا خواجہ سرا ہے۔ حضور خاقان رام پور کی محبت منزل مین انیس باوفا ہے۔ دار السحن ترک کا باب عالی ہے۔ دار العشق فارس کا فرش قالی ہے۔ لندن کے ہیڈ پارک مین

گل ہے۔ جرمن کے دریائے حسن کا پل ہے۔ میدان ہستی مین وہ بہادر ہے
جسکو للکارا وہین مارا۔ دامان حسن پرستی مین وہ بلے بہادر کہ جسنے چھوا
وہین۔ موا۔ میخانۂ حسن کا ایاغ ہے۔ کاشانۂ محبت کا چراغ ہے۔ ایوان
یار مین فرش پاانداز ہے۔ خانۂ دلدار مین باب ناز ہے دارالریاست
حسن کا مدار المہام ہے دارالسلطنت جمال کا وزیر نیکنام ہے۔ نہین نہین سلطنت
حسن کا فقیر ہے اور دارالحکومت فقر کا امیر ہے بارگاہ حسن آراتخانم سے
قیس الدولہ حافظ الملک رقیب جنگ اسکا خطاب ہے اور پیشگاہ نورجہان بیگم
سے مفتاح الدولہ ناصر الملک یار جنگ اسکا القاب ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ آقای
نامدار حسن کا رفیق بردہ ہے اور سرکار والاتبار حسن کا قدیم نمک پروردہ ہے۔ اور
دیار حسن مین نگاہ روبرو پکارنے کو چوبدار ہے سرکار حسن کا قدیم الخدمت
چاکر وفا شعار ہے حرم سرائے محبت کا باب السلام ہے سلطنت حسن کا
دارالسلام ہے۔ لڑکیون مین گڑیون کا پردہ دار ہے۔ لڑکون مین صنم آمد کا انتظار ہے
کونسا کلام ہے جو بے اعانت حضرت عشق مقبول انام ہوا۔ کون شخص ہے جو بے
اعانت جناب عشق مشہور عوام ہوا کونسا ادیب ہے جسنے اسکا احسان نہ اٹھایا۔
کونسا طبیب ہے جو اسکے علاج سے عاجز نہ آیا۔ قرآن مین بھی اسکی جلوہ گری ہے
حور مقصورات فی الخیام مین اسی کی دلبری ہے۔ جعفر برمکی کو کس نے نکالا عروج
برامکہ مین کسنے خلل ڈالا۔ ہمشیر ضیزران کا پردہ کسکے ہوائے شوق نے اوٹھایا۔
اخت رشید کو کسنے آدھی رات کو خوابگاہ جعفر مین پہونچایا۔ علاءالدین غوری کے دلمین
کونسی آگ شعلہ ریز ہوئی۔ پدماوت کے واسطے کسکی غمازی جہ ستیز ہوئی۔ کسکے

نقب اندازی نے قلعہ چتور کو اوڑایا کسی کے آگ نے تین سو رانیون کو جلایا۔ کیسا ہی مسلمان ہو مگر جہان اسکا مزہ چکھا اور دارالسلطنت عشق مین قدم رکھا فی الفور قاضی بیضائے عشق نے حسب احکام محبت کفرستان زلف کو دارالاسلام بنایا اور مفتی علامۃ الشوق نے بفحوائے فتوائے سنت عشق خانہ رقیب کو دارالجہاد فرمایا۔ جہان کوئی بسملہ خوان دبستان عشق۔ بی۔ اے پاس کرنیکو محبت کے کالج مین داخل ہوا الف قدان سیمبر کے جسم رعنا وصاد چشمان جادو نظر کی تیر نگاہ سے گھایل ہوا جہان کسی نے دارالقضاء عشق مین قدم رکھا اور قاضی بیضاء عشق نے پکارا کہ مفتی صدر دین اسلام ہے تو بسم اللہ محضر شہادت قتل عاشقان بسمل تیار ہے۔ نقطۂ خال کی تجنیس کا خیال رکھکر تمت بالخیر لکھ چا پھر شوق سے شاہجہان آباد محبت مین صدر الصدوری فرما اور اگر فضل حق کو دیکھکر کفرستان زلف مین پھسنا منظور نہین تو اشک سیاہ فرقت سے کالے پانی مین غوطہ لگا اور اگر مومن ہو کر کسیکا شیفتہ ہے تو جام صہبائی گل سے مے آشامی مین کیا دیر ہے۔ اور اگر غالب خم آشام کیطرح جام وسبو کا ذوق ہے تو بسم اللہ ورنہ قسمت کا پھیر ہے۔

فرصت اگر دست دہد مغتنم انگار		مینا و صراحی و نئے جام و سرودی
زنہار ازان قوم نباشی کہ فریبند		حق را بسجودی و نبی را بدرودی

الراقم

(جناب مولوی) خواجہ تجمل حسین صاحب ایڈیٹر آگرہ اخبار وزمانہ

غزل مدحیہ از نتیجۂ فکر سلیم طبع مستقیم حضرت مولانا مولوی سید محمد ابوالوفا عمر صاحب متخلص بہ خلیق حسینی قادری ملی حیدرآبادی

وہ شمس حسن بڑھکر چاند سے تنویر رکھتے ہین ہون دشمن پتلیان آنکھونکی وہ تصویر رکھتے ہین

مقدم ہم رضائے مالک تقدیر رکھتے ہین اٹھا کر طاق ہین اپنی ہر اک تدبیر رکھتے ہین

وہ کب پروائے ملک عزت و توقیر رکھتے ہین غنی ذلت سے ہین جو عشق کی جاگیر رکھتے ہین

ہوئے ویسے ہی پیدا جیسے حضرت کو تھا منظور وہ اپنا حسن عالی خارج تقریر رکھتے ہین

نہو ہم غافلون کو نیک و بد معلوم دنیا مین یہ شب کے خواب ہین کل دیکھین کیا تعبیر رکھتے ہین

ملک آتی نہین جس گھر مین مورت ہو تو صد حسرت کہ خود ہم قصر دل مین غیر کی تصویر رکھتے ہین

مجازی سے حجر شق ہو حقیقی سے قمر شق ہو یہ دونون عشق کیا اعجاز و کیا تاثیر رکھتے ہین

شکستہ دل بنے ہین جلوہ گاہ دلبر عالم یہ ٹوٹے پھوٹے دل کیا عزت و توقیر رکھتے ہین

نگہ سے قتل عالم کر رہے ہین پردہ ظاہر مین نہتے ہین نہ خنجر اور نہ وہ شمشیر رکھتے ہین

سنا جب سے شفاعت شرط ٹھہری ہے گناہونگی حفاظت سے ہم اپنا نامۂ تقصیر رکھتے ہین

خیال یار معروف اور مجہول اب کہان ہمکو نشیلے دلمین جب خواجۂ اجمیر رکھتے ہین

خلیق اپنی ہر اک بگڑی ہوئی کیونکر نہ بن جائے
مریدون کی خبر جب غوث اعظم پیر رکھتے ہین

قطعۂ تاریخ رسالہ تحفہ حنفیہ

تحفہ بے بہا شد از پٹنہ جلوہ گر با مطالب علیا

سال اجرائیش خلیق بگفت نصرت دین و دولت دنیا

۱۳۱۵ھ

(سلسلہ کیلئے تحفہ (شمارہ ۳) صفحہ ۴۴ ملاحظہ فرمائیں)

اسلامی ناول

یرغون - بیٹھے بیٹھے تکیہ پر جھک گیا - اور آنکھیں بند کر لین -

مصاحب - گھبرا کر مسند کے پاس آیا دیکھتا ہے کہ ہات پاؤن سرد ہین موںھہ سے کف - آنکھون سے آنسو جاری ہین - اس ناگہانی حالت نے تھوڑی دیر تو اسکو سکتہ کے عالم مین کر دیا لیکن جلد سنبھلکر اُسنے گھنٹی بجائی جسکی آواز سے تھوڑے عرصہ مین اکثر ارکین و معززین دربار مین جمع ہوگئے - مناسب وقت کے جیون جیون تدبیرین کیجاتی تھین اُسیقدر ضعف نے ترقی شروع کی - یکایک آنکھین کھل گئین اور خفیف آواز نکلکر رک گئی ابھی تک دم کی آمد و رفت جو اچھی طرح محسوس ہوتی تھی اب اُسکی آواز بھی دھیمی پڑنے لگی - اس حالت کو دیکھکر تمام موجودین آداب دربار بھول کر بے اختیار چیخ اُٹھے -

مصاحب - نہایت غصہ کے لہجہ مین کیا تمہاری عقل بالکل سلب ہوگئی - دربار مین اور یہ بد شگونی - اگر تم میرے حکم کی فوری تعمیل نکروگے تو مین اسیوقت بذریعہ اپنی خونخوار تلوار کے اپنا حکم نافذ کر دونگا - کان کھولکر سنلو کہ مین تمکو حکم دیتا ہون کہ تم سب اسی دم خاموش ہوکر دربار سے باہر ہو جاؤ - تمہارا اسوقت کا یہ اجتماع نصیب اعدا اور زیادہ اضمحلال روح کا باعث ہوتا ہے -

اس جبر دتی حکم کا پر زور لہجہ سے ادا ہونا تھا کہ سارا مجمع منتشر ہوگیا اور بجز چند مخصوص کے کوئی باقی نہ رہا - سرد ہوا اور ٹھنڈے پانی کے استعمال سے تھوڑی ہی عرصہ مین صحت کے آثار ظاہر ہونا شروع ہوگئے - تدبیر مذکورہ پر عملدرآمد کرنیسے

ہوش بھی آگئی مگر چہرہ پر ضعف اور وحشت کے آثار بہت کچھہ باقی تھے۔

یرغون یہ مجمع کیون ہے اور آپ لوگ کب آئے۔

مصاحب حضور کے دشمنون کا مزاج کچھہ ناساز ہوگیا تھا لیکن مسیح کی تائید سے اب بہت خیریت ہے

یرغون تفصیلی کیفیت بیان کرو۔

مصاحب پوری کیفیت سنادی۔

یرغون آج تمام دن مین مجھکو کوئی موقع ایسا نہین ملا جسمین میرا دل قوم عرب کی فکر سے خالی ہوا ہو۔ اور یہ بات بخوبی ظاہر ہے کہ زیادہ فکر سے دماغ اور قلب پر کمزور کرنے والا اثر ضرور واقع ہوتا ہے۔ میری اسوقت کی علالت کا سبب وہی فکر بلیغ کا اثر تھا لیکن اب مین بالکل اچھا ہون۔ دربار برخواست۔

جب بجز خیال ملکہ کے اور کوئی پاس نہ رہا وحشت نے آکر مجرا ادا کیا وہی خیالات پھر دماغ مین سمائے اور مصاحب خاص کی یاد ہوئی۔

مصاحب آداب بجالاکر بیٹھ گیا۔

یرغون تم جانتے ہو کہ اسوقت تم کیون طلب کئے گئے اور بیوقت یاد فرمانے سے کونسی غرض متعلق ہے۔

مصاحب حضور ہماری جانون کے مالک ہین۔ جسوقت طلب فرمالیا جائے وہی وقت ہے۔ ہر وقت یہ اختیار حاصل ہے کہ غلامون کو یاد فرماکر دولت باریابی سے مالامال کردیا جائے۔ باقی وجہ غلام کو اسوقت معلوم ہوگی جب حضور کی زبان سے سنونگا۔

یرغون تم لوگ اسوقت کی بیہوشی کا یہ باعث سمجھتے ہو کہ مجھکو کوئی جسمانی عارضہ لاحق ہوا۔ تمہارا یہ خیال ہرگز صحیح نہین ہے۔ جس بیماری کا صدمہ تمنے اسوقت اپنی آنکھون سے دیکھا وہ بیماری ایسی ہے جسکو تمہاری کوئی دوا یا تدبیر دور کرسکے

نہین ہرگز نہین۔ یہ وہ روحانی بیماری ہے جسکا مہلک ہونا مجکو یقین کے درجہ تک پہونچ گیا ہے۔ ہان اسکا سریع الاثر علاج ایک کے پاس ہے مگر تمکو معلوم نہین کہ وہی میرے خون کا پیاسا۔ میری جان کا دشمن ہے۔ اچھا تم میرے اس سوال کا جواب دیسکتے ہو کہ مجھکو کیا بیماری ہے۔ نہین نہین۔ ہرگز نہین بتا سکتے۔ ہان یہ وہ بیماری ہے جسکے عارض ہونیکے بعد قدرتی مجبوری سے بڑے بڑے اولوالعزم بادشاہون کو ملک و دولت پر لات مارکر بھوکے پیاسے۔ وحشتناک جنگلون کی خاک چھاننا پڑی۔ ہان یہی وہ بیماری ہے جس نے بہت سے نورانی دماغون کو لایعقل بنادیا۔ بیشک یہی وہ بیماری ہے جسکی کوئی دوا نہین۔ تم خوب سمجھ لو کہ اگر میری امید منقطع ہوئی۔ اگر مجھکو اپنے ارادون مین ناکامیابی ہوئی۔ تو تم بہت جلد سن لوگے کہ تمہارا سرپرست جو آج تخت حکومت پر بیٹھا ہے وہ کسی پہاڑ کے نیچے مردہ پڑا ہوگا۔ یا اُسکی مردہ لاش کو دریا کی لہرین بہاتی پھرتی ہونگی۔ مین نے آجتک جس بھید کو نہایت احتیاط کیساتھ تمسے مخفی رکھا آج علی الاعلان تم سے کہے دیتا ہون۔ میرے دل پر عشق کا زبردست تیر اپنا پورا اثر کر چکا۔ کیا تم اُس زخم کو کسی مرہم سے اچھا کر سکتے ہو۔ کیا اُسکا اندمال تمہاری طاقت سے ناممکن الوقوع نہین ہے۔

مصاحب۔ غلام کا کیا مقدور جو رائے مبارک کے خلاف مین اپنی ناچیز رائے کا اظہار کر سکے۔ لیکن حسب الحکم اپنا خیال ظاہر کرتا ہون کہ قدرت نے کوئی مرض لاعلاج نہین پیدا کیا۔ بشرطیکہ قانون قدرت کے مطابق عمل بھی کیا جائے۔ اس بیماری کی مجرب دوا غلام کو بھی معلوم ہے۔ اگر صبر و تحمل سے پہلو تہی نہو تو کیا امکان کہ اس درد کا وجود باقی رہے۔ اور اگر خدانخواستہ طبیعت پر رنج و فکر کو مسلط کر دیا تو ممکن نہین کہ منزل تک

رسائی مین بہت کچھہ دقتین سدّ راہ نہ ہوجائین۔ یہ یقینی اور ضروری بات ہی کہ جو کام
اِس وقت بہت آسانی سے پورا ہوسکتا ہی وہ اُسوقت نہایت مشکل ہوجاویگا۔ اور
نیز یہ امید نہین کہ اُس حالت مین سچی امت کے انصاف کا خون نہ ہو۔ مظلوم ہرگز
اپنی داد کو نہ پہونچیگا۔ انتظام مملکت مین ایسا خلل پڑنا یقینی ہے کہ جو سنبھالے نہ سنبھل سکے
لہذا ایسی حالت مین نہایت ضرور ہے کہ استقلال کو نہایت مضبوط ہاتون سے
پکڑ لینا چاہیئے۔ اور غلام کو اپنے ما فی الضمیر پر مطلع فرمائیے کہ اگر کوئی سبیل مقصود
تک پہونچنے کی میری ناقص فہم مین پیدا ہوگی تو غلام اپنی کوشش اُٹھا نہ رکھیگا۔

پرغون۔ مین خوب سمجھتا ہون کہ تمکو بادولت سے سچی عقیدت و نیازمندی ہے۔
تمنے جو کچھہ بھی کہا اُسی مین کامل فائدہ اور وہی عقل کا مقتضا ہے۔ لیکن یہ تو کہو کہ جسکو
نفع کا لالچ اور نقصان کا خوف نہ ہو جسکو عقل سے دشمنی ہو اُسکے دل پر تمہاری اس عاقلانہ
مشورہ کا کیا اثر ہوسکتا ہی۔ ہان جسکو اپنے دل پر قابو ہوگا وہ ضرور تمہارے حکیمانہ
خیالات۔ تمہاری دور اندیشی سے متمتع ہوسکتا ہی۔ اگر تمسے ہوسکے اور تمہارا خیال
رسائی کرے تو مجھکو وہ تدبیر بتاؤ جس سے ملکہ طاریون میری ہوجائے۔

مصاحب چہرہ کا رنگ اُڑ گیا۔ مونہہ تکتا ہی۔ اُسکے چہرہ سے یہ بات ثابت ہی کہ
جو کچھہ وہ کہنا چاہتا ہے کسی سبب سے اُسکو زبان تک نہین لاسکتا۔ مگر تھوڑے تامل کے
بعد کہنے لگا کہ اے ہمارے آقا یہ امر جس درجہ کا مشکل ہی وہ خود بدولت پر مخفی نہین۔
اگر اس امر کا چرچا ہوگیا تو جو دقتین اور فسادات پیدا ہوسکتے ہین خداوند پر وہ بخوبی ظاہر
ہین۔ لیکن دنیا بامید قایم خدائے آسمانی کے فضل کے بھروسے پر ہمارے آقا کو ضرور
اپنی کامیابی کی امید رکھنا چاہیئے۔ مبادا اگر دولت و ثروت پر خاک ڈالکر صحرانوردی

(ارباب زمانہ اسے بغور دیکھیں اور خوبی تحریر کی داد دیں)

العلم

علم کے متعلق کچھ لکھنے کا خیال ظاہر کرنا ایسا امر نہین کہ نئی تعلیم نئے خیال نئی روشنی والے حضرات کے کان نہ کھڑے ہون۔ وہ ضرور نہایت تعجب و حیرت کے لہجہ مین کہینگے کہ آین یہ تو ہمارا حصہ ہمارا کام تھا اور ہمنے اس بارہ مین اپنا کمال ظاہر کردیا۔ ہم ہی نے اسکی ابتدائی اور اسکو انتہا تک بھی پہونچادیا متعدد کمیٹیون۔ انجمنون کے سالانہ جلسون مین مختلف مقامات پر۔ پرزور اسپیچ و دلکش لکچرون مین اس مسئلہ کی کافی تحقیق ہوچکی بیشمار اخبار ماہواری پرچون کے کالم اسی توضیح و تشریح سے سیاہ ہین پھر اس تحصیل حاصل سے کیا حاصل۔ اور پھر مذہبی قیود مین جکڑا ہوا شخص تو اس بحث مین قلم اٹھا ہی نہین سکتا۔ آزادی کا تمغہ۔ اجتہاد کا سہرا تو ہمارے ہی سر ہے۔ قرآن و حدیث فقہ۔ و تفسیر۔ اصول و تصوف کے پڑھنے پڑھانیوالون مین یہ قوت کہان۔ اور جدت پسند طبیعت انکو کب نصیب۔

اے انصاف پسند حضرات۔ اے اسلامی بھائیو کیا آپ پر یہ امر مخفی ہے کہ تصنیف و مضمون نویسی کا دروازہ آج مطابع و اخبارات کی بدولت ہر گیتی اردو خوان ہر طفل مکتب کے لئے کھلا ہوا ہے کیسی کی زبان کا کہا ہوا۔ قلم کا لکھا ہوا نفس الامر مین کتنا ہی غیر مفید اور لچر کیون نہو۔ مگر چند عامی طبیعتین جو رکیک اور جاہلانہ خیالات کو زیادہ پسند رکھنے پر مجبور ہین اُسکو قومی ہمدردی علمی تحقیقات سمجھکر واہ واہ کا شور مچا دیتے ہین۔ بلکہ لکچرار و اسپیکر صاحب کی یہ وقعت بڑھائی جاتی ہے کہ گویا اصلاح و ترقی کے پیغمبر ہین تو یہی۔ اسی تعریف پسندی کے مزہ نے بہت سے کم مایہ حضرات کے دلون مین مزید تحقیقات کا شوق پیدا کر رکھا ہے **برادران من** میرا مقصد یہ نہین کہ اس نئی دنیا مین نئے خیال والے حضرات کی نئی تحقیقات جو ہر امیر کی الماری ہر متکلمین کی میز ہر عہدہ دار

کو بکس کی زینت ہین اُن سب پر مین اسوقت رائے زنی کرون۔ ہر مضمون کے پیچھے اپنا
خیال دوڑاؤن۔ کیونکہ اُنکے متعلق تفصیلی بحث۔ اور کامل توضیح کی نہ مجھکو فرصت نہ یہ چند اوراق
کفایت کر سکتے ہین۔ میرا مقصد یہی ہے کہ جو منصف مزاج اور حق پسند بھائی ہین اُنپر یہ بات
ثابت کر دون کہ حضرات متعجبین و متحیرین کا تعجب و حیرت ہرگز یہ قابلیت نہین رکھتا کہ وقعت کی نظر سے
دیکھا جا سکے۔ وہ جو کچھ کہین لکھین اُنکو کہنے لکھنے دیجئے۔ اسلامی عقیدتمندی کا سچا مقتضا
یہی ہے کہ اسلامی نگاہ سے یہ دیکھئے کہ اسوقت تک ان حضرات کی سعی انکی اجتہادی کوششونکا
نتیجہ جس قدر مضامین ہین اُنمین دیانت و حق پسندی کا کسقدر گلا گھونٹا گیا ہے۔ حق پسند
طبیعت کو اس امر کے قبول مین کوئی عذر نہین ہو سکتا کہ ان حضرات کو ان مباحث مین بصیرت
حاصل ہونیکا کوئی کافی ذریعہ نہین۔ مین یہ نہین کہتا کہ اس حصہ مین کوئی بھی ذہین۔ ہوشیار
شگفتہ طبیعت نہین۔ ایک نہین سو ہون لیکن بمصداق ع ذوق این مے نشناسی
بخدا تا نہ چشی ۔ جب سچے اسلام۔ سچے مسلمانون کے سچے علوم سے انکو کوئی واسطہ کوئی تعلق
ہی نہین پھر اُنکے کہے پر عمل کرنا تو درکنار اُنکے بیانات کا سُننا کب جایز ہو سکتا ہے۔ ان حضرات کا
جو سرمایۂ علمی ہے۔ جو اُنکے مشاغل ہین جسطرف ساری پارٹی کی دلی توجہ مبذول ہے۔ جن اصول پر
وہ کسی مسئلہ کی تحقیقات کرتے ہین۔ ان اعتبارات کے لحاظ سے وہ ہرگز اس قابل نہین
ٹھہر سکتے کہ مسلمانون کے کسی مسئلہ کی نسبت کوئی رائے قایم کر سکین۔

معزز حضرات ان حضرات موصوفین نے **علم** کے متعلق جسقدر طول بیانی اور خامہ
فرسائی کیساتھ اپنی جدّت پسند طبیعت کا جوہر اور قلم کا زور دکھایا ہے۔ کوئی منصف اور حق پسند
طبیعت اُس کوشش کو ادھوری اور ناکافی بھی نہین کہہ سکتی۔ میرے پیارے بھائیو ناقص
اور غیر مکمل کسے کہتے ہین اسلامی نگاہ سے دیکھئے تو آنکھین کھلجاتی ہین کہ سچے اسلام اور اُسکی

اُسکے سپچے ہواخواہون کے حق مین تیز چھری سے کم نہین - ہان ہان اِس مبحث کے متعلق بھی
کوئی ضروری بات بیان نہین کیگئی - مین اِس امر کا مدعی نہین ہون کہ تمام امور ضروریہ اور کل مفید
مباحث آپکے ملاحظہ مین پیش کرنیکا مجھکو شرف حاصل ہوگا - البتہ بمصداق مالا یدرک
کلہ لا یترک کلہ کے آپکو یہ امید ضرور رکھنا چاہیے کہ مین جو کچھ لکھونگا انشاء اللہ وہ ضرور مفید اور ضروری ہوگا
حضرات آپ بخوبی سمجھ سکتے ہین کہ ہم کیا اور ہماری بساط کیا - ہم جو کچھ بھی ترقی حاصل
کرتے ہین وہ اسیطرح کہ کسی بڑے رحیم وکریم کا وسیع فضل ہماری دستگیری اور رہنمائی فرمائے -
ورنہ ہم کچھہ نہین کرسکتے - اگرچہ انسانی زندگانی کا شروع حصہ ضرور ایسا ہو کہ اُسوقت کے لحاظ سے
انسان کو عرفاً معصوم کہنا کوئی نازیبا بات قرار نہین پاسکتی - مگر جیون جیون نمو کو ترقی شروع ہوئی
انسان کو دنیا سے - دنیا کو انسان سے سابقہ پڑا وہی معصوم انسان کیا کچھ نہین کرگزرتا - وہی
صاف اور ستھرا دل جسمین کسی قسم کا دھبہ یا میل کا نام نہ تھا جسمین قدرتی انوار کی جلوہ گاہ بننے کی قابلیت
ودیعت رکھی گئی تھی - نفسانی خواہشین اُسکا ایسا کایا پلٹ کردیتی ہین کہ معاملہ بالکل برعکس
ہوجاتا ہے - **حضرات** خوب یاد رکھنے کی بات ہو کہ اگر ہمارے ساتھہ کامل رافت ورحمت کا
برتاؤ نہ کیا جاتا - کسی ہمارے کامل خیر خواہ کو ہمارے ساتھہ قوی ہمدردی نہوتی تو حشرات الارض
کی مد سے زیادہ ہم اور کسی شمار و قطار مین نہین آسکتے تھے - بلکہ عقل سلیم شہادت دیتی ہے کہ
ہمارا پایا اُنسے بھی کئی نمبر گھٹیا تا بہت صحیح اور سچا ارشاد ہو اذا صلح القلب صلح الجسد کلہ
واذا فسد القلب فسد الجسد کلہ - حاکم کہو - بادشاہ کہو - اصل کہو - کچھہ بھی ٹھہراؤ انسان
کے بدن مین جو ایک چیز ہے وہ یہی صنوبری الشکل ہے اس عالم کون و فساد مین سارا بکھیڑا اسیکی
صلاح و فساد کا ہے ہان اب ذرا گوش ہوش سے سننے کی بات ہو کہ اگر آفتاب نبوت نے
اپنی صاف و شفاف چمکدار شعاعون کے فیض سے کچھہ مستفیض فرماکر اس بیقدر ذرہ کو رشک ماہتاب بنادیا

تو یقین کر لیجیے کہ اب آپ کا جینا بھی کام کا اور مرنا بھی کام کا یہی وہ نور تابان ہو جسکی ہدایت سے انسان کو قدرتی احکام پر اطلاع ہو جاتی ہی۔ یہی وہ نور ہے جسکی روشنی مین قدرتی افعال کی معرفت آسان ہو جائے۔ اسی نور کی بدولت انسان خدا تک پہونچ جاتا ہی۔ اور اسی نور کو **علم** کہتے ہین۔ اور یہی علم کی سچی حقیقت ہی۔ یہی وہ چیز ہی جو اپنے مفہوم مین عقل کے مفہوم سے مغایر و ممتاز اور اسکو عقل پر فوقیت حاصل ہی۔ کہ جس قوت کے ذریعہ سے انسان اپنی دنیاوی بُرائی بھلائی۔ کھرے کھوٹے مین امتیاز کر سکے اُس قوت کو عقل کہتے ہین۔ اور یہ وہ قوت ہی جسکو ایک خاص فریق کے ساتھ خصوصیت کی کوئی وجہ نہین ہو سکتی۔ اس قوت مین مومن و کافر دونون برابری کا دعوی کر سکتے ہین۔ امور دنیاوی مین جسطرح ایک پکا مسلمان مفید اسباب کی تحصیل اور مضر اسباب سے احتراز کر سکتا ہی اسیطرح ایک قاسی القلب کافر اپنے نفع و نقصان پر کافی غور کرنیسے معذور نہین۔ البتہ وہ خاص عقل جو معادی صلاح و فساد کی متلاشی ہو یہ قوت بالاستقلال و بالاختصاص صرف مسلمانون کو دیگئی ہی اور یہی وہ عقل ہی جسکو علم کیساتھ تلازم کی نسبت حاصل ہی۔ یہی وہ عقل ہی جسکا سینہ نور ہدایت سے تابان اور جسکی آنکھ کحل الجواہر شریعت سے مکحل۔ پس یاد رکھیے کہ جو عقل مسلمانون کے ساتھ محدود مخصوص ہی اسکو عقل ہدایت یا عقل معاد کہتے ہین اور جسمین مسلمان اور کافر دونون شریک ہین اسکو عقل معاش کہتے ہین۔ لیکن ایک ضروری امر اور قابل لحاظ ہی کہ اگرچہ عقل معاش اور عقل معاد دونون مرد کامل الایمان طالب حق کے پاس موجود ہین۔ اور ہر ایک قوت محتاج الیہا ہی لیکن عقل معاد مقدم اور عقل معاش اسکی تابع۔ عقل معاد حاکم عقل معاش محکوم۔ عقل معاد غالب عقل معاش مغلوب۔ عقل معاش کی وقعت اُسکا وقار اسی حد تک ہی کہ عقل معاد بھی اُسکی موافقت و ہمزبانی کرے۔ ورنہ جہان عقل معاد اور عقل معاش کے مقتضا مین اختلاف واقع ہوا

اہل حق عقل معاش کو نظرون سے گرا دیتے ہین۔ یہی وجہ تو ہے کہ ابنار دنیا اہل حق کو بھدّے اور محدود خیال کا آدمی۔ لکیر کا فقیر۔ مسجد حجرون مین بیٹھنے والے۔ نشیب و فراز سے ناواقف ضرورت زمانہ سے بیخبر وغیرہ وغیرہ الفاظ سے یاد کرتے ہین کہ ان سب مترادف اور قریب المعنے الفاظ کے استعمال سے اہل حق کی کم عقلی کیطرف اشارہ کیا جاتا ہی۔ مگر ہائے سمجھہ کا پھیر اپنی نا سمجھی کو نہ سمجھے کہ حضرات اہل حق سوائے عقل معاش کے ایک اور عقل بھی رکھتے ہین جسکے ذریعہ سے عقل معاش کی رسائی کا حسن و قبح اُنپر مخفی نہین رہسکتا۔ ہان اہل حق کے پاس ضرور ایسی عقل بھی ہے جس سے وہ ابنار دنیا محروم رکھے گئے ہین جسکے ہوتے ہوئے وہی مصلحتین انکو جادہ مستقیم سے پھیر دین یہ ناممکن جسکی برکت سے بلحاظ ضرورت زمانہ اپنے دینی ضروریات کی مٹی وہ نہین خراب کر سکتے۔ حضرات معاف فرمائیے کہ مین اپنی جگہہ سے دور چلا گیا تاہم مطلب سے بالکل بیگانہ بات شاید آپ کے کان تک نہ پہونچی ہو۔ ہان علم کی تعریف جو آپ کے خدمت مین پیش کیگئی اُسکے اعتبار سے محققین نے علم کی تین قسمین کی ہین۔

برادران من آپکو معلوم ہو چکا کہ جس قوت یا نور کے ذریعہ سے مسلمان کی رسائی دربار احدیت مین ہوجائے یا افعال الٰہیہ کی معرفت حاصل ہو یا احکام الٰہیہ کی اطلاع ہو اُسکو علم کہتے ہین پس اس تقسیم مین آپکو کوئی کلام نہین ہو سکتا۔ پہلی قسم علم کو **علم توحید** کہتے ہین چنانچہ خود ارشاد مقدس ہے فاعلم انہ لا الٰہ الا ھو۔ اور دوسرے علم کا نام **علم معرفت افعال الٰہیّہ** ہے۔ قدرت کے افعال یعنی پیدا کرنا معدوم کرنا مارنا۔ جلانا حشر۔ نشر۔ ثواب۔ عقاب دربار تقرب مین باریابی کی گنجایش دینا۔ آپ سے دور اور بہت دور کر دینا وغیرہ وغیرہ کی معرفت کا نام علم معرفت افعال یا معرفت صفات ہے۔ تیسرے علم کو **علم احکام شریعت** کہتے ہین یعنی شریعت کے

اوامر و نواہی پر مطلع ہونا۔ ان تینون علوم کے جاننے والونکی شانین بھی الگ الگ ہین اور
ہر ایک کے نام بھی جدا جدا ہین۔ صاحب علم توحید کو علمائے ربانی کہتے ہین۔ اور عالم صفات
الٰہیہ کو **عالم اخروی**۔ اور عالم احکام کو **عالم دنیوی** سے تعبیر کرتے ہین۔
علماء ربانی کو چونکہ بوجہ اتم ایقان توحیدی حاصل ہو لہٰذا وہ آخرت اور افعال خداوندی پر بھی
کماینبغی ایمان رکھتے ہین اور نیز احکام شریعت کے آگے بھی سر تسلیم جھکائے ہوئے
اور ان ہی کو صوفی بھی کہتے ہین۔ علمائے اخروی آخرت کی معرفت رکھنے کے ساتھ ان
احکام شریعت سے بھی کافی حصہ لئے ہوئے ہین جو کسی وقت مین بھی فروغ عنہا قرار نہین
پا سکتے۔ اور نیز ان احکام کو جاننے کے بعد انپر عمل کرنے مین بھی نہایت مستعدی کیساتھ
مشغول ہین۔ اور انکو ابرار بھی کہتے ہین۔ علماء دنیوی کو بجز اپنے علم خاص کے اور دوسری
نعمت سے کچھ بھی حصہ نہین۔ جو جانتے ہین انپر بھی عمل نہین کرتے۔ ان ہی کا یہ حال ہے کہ
نامشروع جلسون سے انکو اجتناب نہین۔ ان ہی کا زہریلا اثر انکے جلیس و انیس مین بہت جلد سرایت
کر جاتا ہے وہی اپنے ساتھ اورونکو بھی لے ڈوبتے ہین۔ ان ہی کی صحبت سے اجتناب
لازمی و ضروری بتایا گیا ہے۔ ان ہی کو علماء السوء بھی کہتے ہین۔ **حضرات** خوب
سمجھ لیجئے کہ جسطرح عالم ربانی اور عالم اخروی کی قدر و منزلت خدا کے دربار مین بہت کچھ ہے
اسیطرح علماء السوء سے زیادہ اور کوئی راندۂ درگاہ نہین۔ چنانچہ حدیث نبوی اس امر پر صریحی
دلالت کرتی ہے۔ ان خیر الخیر خیار العلماء و ان شر الشر شرار العلماء۔ اور علم اسمین یہ ہے
کہ فی نفسہٖ علم کے مفید ہونے مین کوئی کلام نہین ہو سکتا بلکہ کوئی چیز بھی علم سے زیادہ فایدہ مند
نہین ہو سکتی مگر اسی وقت کہ نیت خیر و محض خالصاً للہ حاصل کیا جائے۔ اسیطرح علم سے
زیادہ اور دوسری چیز کامل نقصان رسان اور مضرت انگیز بھی متصور نہین ہو سکتی۔ اور یہ اسحالت

کہ اُس سے دنیا طلبی مقصود ہو بقول شخصیکہ جیسی نیت ویسا پھل کیونکہ عظیم المنافع اور کثیر الفوائد
چیز مضرت بھی سخت پہونچاتی ہے۔ مین اُس مطلب کو ایک نہایت موٹی مثال کے ساتھ
آپ کے ذہن نشین کیئے دیتا ہون۔ آپ خیال کیجئے کہ غذا کی صفت صدیق القوۃ
ایسی نہین جسکو کوئی معمولی خیال کا آدمی بھی نہ تسلیم کرے۔ یصلح لان یصیر جزءً من عضو
اُسکی حقیقت مین داخل۔ شہری یا دیہاتی۔ پڑھا لکھا یا جاہل کندۂ ناتراش کیون نہو سب جانتے
اور مانتے ہین کہ زندگانی کا سہارا اِن ہی دو روٹیون پر ہے۔ بغیر غذا کے انسان کی زندگی
محال۔ بدل مایتحلل اور تنمیہ کی صلاحیت صرف غذا مین رکھی گئی ہے۔ لیکن غذا کا یہ ضروری
اور عمدہ اثر اُن ہی صحیح المزاج اشخاص پر مترتب ہوسکتا ہے جنکی ہیئت ترکیبیہ علی کما ہا ہے
جنکا مزاج اعتدالی حالت سے خارج نہ ہو۔ معدہ وغیرہ مین اخلاط فاسدہ ممتلی نہ ہون۔ ان
اسباب کے ساتھ غذا اپنا عمدہ اثر دکھائے بغیر نہین رہسکتی طاقت بھی دیگی۔ بدل مایتحلل بھی
ہوگا۔ اور اُس حالت مین کہ مزاج اعتدالی حالت پر واقع نہین اخلاط ردیہ بدن مین مجتمع ہین وہی غذا نہ فقط
اشتداد مرض کا سبب ہوجاویگی بلکہ اُسکا کام ہلاک کردینا ہے۔ پس ہوبہو علم کا بھی یہی حال ہے
کہ فی نفسہٖ علم ضرور روحانی نافع غذا ہے۔ حالات قلبیہ۔ اخلاق نفوس کی اصلاح و تربیت
تزکیہ و تنمیہ کا قوی سبب۔ مگر اُسکے آثار و نتائج کا ظہور اُسیوقت ہوسکتا ہے کہ قلب
متعلم کا مزاج نہایت استقامت و خلوص کیساتھ بارگاہ قدرت سے لو لگائے رہے۔
اُسکے اجزاء وجود مین۔ حسد۔ غرور۔ خود بینی۔ خود نمائی۔ دنیاوی محبت۔ ہوا و ہوس وغیرہ
اخلاط ردیہ نہ جمع ہون۔ ایسی حالت مین بیشمار قدرتی نعمتین ہمارے سر صدقے ہونگی۔ ہمپر
کسیطرح کا کوئی نقصان عاید نہین ہوسکتا۔ سراسر نفع ہی نفع ہے۔ ورنہ جس حالت مین کہ دل کا
مزاج بگڑا ہوا ہے۔ دل محبت دنیا سے خالی نہین اُسوقت یہی علم نقصان اور سخت نقصان

پہونچانے مین کوئی کسر بھی باقی نہین رکھتا۔ یہی علم ازمان مرض و مرور ایام پر ورطۂ ہلاکت مین پہونچاکر مانع نجات ہوجاتا ہے۔

حضرات مین یقین کرتا ہون کہ اس توضیح کے بعد میرے معروضہ کے قبول مین آپکو شک و شبہہ باقی نرہا ہوگا۔ اب **علم نافع** اور **علم مضر** کی شناخت حاصل ہونیکا طریقہ ضرور دریافت کرلینا چاہیئے۔ اگر علم سیکھنے کے بعد دل مین خوف الٰہی مسکینی۔ غربت۔ تقویٰ زیادہ ہوجائے۔ اپنے آپ کو سب سے زیادہ حقیر اور ذلیل سمجھے۔ شوق کی آگ اور زیادہ بھڑک اُٹھے۔ دست طلب اور زیادہ پھیل جائین تو سمجھ لیجئے کہ یہ علم ضرور نافع ہے۔ اگر علم سیکھنے کے بعد غرور۔ تفاخر۔ امرا کی حاضر باشی بڑے لوگونکی دربارداری۔ دنیاطلبی پیدا کرے تو یقین کیجئو کہ یہ علم مضرت رسان ہی حفظنا اللّٰہ عن الآفات بحرمۃ سید السادات المنجی من الظلمات علیہ وآلہٖ منہ ازکی الصلوات واسنی التحیات۔ حضرات اگر زیادہ پختگی منظور ہے تو میرے اس بیان کی تصدیق مین ایک حدیث نبوی بھی سُن لیجئے من طلب العلم للّٰہ لم یصب منہ بابا الا ازداد بہ فی نفسہٖ ذلا وفی الناس تواضعًا وفی اللّٰہ خوفًا وفی الدین اجتھادًا فذالک الذی ینتفع بالعلم فلیتعلمہ ومن طلب العلم للدنیا والمنزلۃ عند الناس والحظوۃ عند السلطان لم یصب منہ بابا الا ازداد فی نفسہٖ عظمۃً وعلی الناس استطالۃ وباللّٰہ اغترارًا وفی الدنیا جفاءً فذالک الذی لا ینتفع بالعلم فلیکف ولیمسک عن الحجۃ علی نفسہ والندامۃ والخزی یوم القیامۃ

حضرات ایک مفید بات اور گوش گزار کردینا مناسب سمجھتا ہون وہ یہ کہ وہی شخص علم سے

کافی متمتع ہوسکتا ہی جو نصوص صریحہ کو اپنا دستور العمل بنالی۔ جیلون کا سہارا آسرا نہ دیکھے درنہ
ساری خداداد دولت برباد ہوجاویگی۔ برادران من اس بیان کے بعد آپ بخوبی سمجھ لئی
کہ علم کا ماخذ بجز ذات بابرکات جناب سید الانبیا علیہ الصلواۃ والثنا کوئی دوسرا نہین
قرار پاسکتا۔ علوم ظاہری مین جو آب وتاب ہے اُسی گوہر شبچراغ نبوت کا ایک ادنیٰ
پرتو۔ علوم باطنی مین جو قدرتی انوار اپنا جلوہ جمال جہان آرا دکھاتے ہین یہ اُسی آفتاب
نبوت کا فیض ہی۔ اولین وآخرین کے تمام علوم کو یکجا کرنیکے بعد موازنہ کیجئے تب بھی
بداہتہً یہ امر ظاہر ہوگا کہ اُس عالم و علمک مالم تکن تعلم کے علوم کے سامنے اسسے زیادہ
اور کوئی مناسبت نہین جو قطرہ کو بحر زخار سے حاصل ہے۔ ہر ایک اپنی استعداد فطرتی
کے بقدر اُس استاد ازلی سے مستفید ہوا اور ہوتا ہے اور ہوگا۔ علماء ظاہر نے علوم
ظاہری کی تعلیم پائی۔ علماے باطن نے باطن قرآن وحدیث کے فواید حاصل کئے
چنانچہ کس معجز بیانی کیساتھ اسطرف اشارہ فرمایا جاتا ہے انزل من السماء
ماء فسالت اودیۃ بقدرہا یعنی آسمان قدرت سے انواع واقسام
کے برکت والے پانی برسے جتنا برکت آمیز پانی جس وادی دل مین پہونچا ویسی ہی صفائی
اُسمین پیدا ہوئی جسطرح وادی وصحرا مین پانی کا بہاو خس وخاشاک کو باقی نہین رکھتا
اسیطرح یہ آسمانی نور غفلت وظلمت کا صفایا کردیتا ہے۔ ہر قلب مومن مین جسقدر
صلاحیت واستعداد تھی اُسیقدر اُس وسیع فیض سے متمتع ہوا کسیکو کم حصہ ملا کسیکو
زاید جو دل دنیا کی محبت سے پاک وصاف نہ تھے وہ ایک خاص علم کے سوا حقایق
علوم سے بیخبر رہے۔ مفسر ہوئے۔ فقیہ کہلائے۔ محدث ٹھہرے۔ اور جو قلوب
صافیہ دنیا سے فارغ تھے انکے وادی قلب مین یہ نامحدود وسعت دیدی گئی کہ جملہ حقایق

علوم کی سمائی اُنکین دشوار نہ ٹھہری۔ اور یہی وہ انفاس متبرکہ ہین جنکو علما ربانی کہتے ہین یہی تو
وہ ہین کہ علوم ظاہریہ سے بھی بے بہرہ نہوکر حقیقۃ العلوم کے عالم ہین۔ اور اس تفریق
کی وجہ یہ ہے کہ بعض علوم ایسے ہین جنکی تحصیل و تکمیل مین دنیاوی محبت مخل نہین ہوسکتی۔ بلکہ
بسا اوقات اُنکے اکتساب و اشتغال مین اور زیادہ ممد و معاون ہوجاتی ہے کیونکہ بغیر
محنت شاقہ کے وہ علوم حاصل ہوجائین یہ تو معلوم ہے اور محنت اُٹھانے مصیبت
مین پڑنے سے بھی انسان جان چراتا ہے مگر اسکے ساتھ ہی نفس قدر و منزلت کا بھی خواہان
ہے اور وہ بغیر حصول علم کے ناممکن لہٰذا یہ دنیاوی محبت خواہ مخواہ تحصیل و تکمیل علوم کیطرف
متوجہ کردیتی ہے کہ کوئی تکلیف تکلیف نہین معلوم ہوتی۔ پہاڑسی راتون کو جاگ جاگ کر سویرا
کردینا۔ سفر کی دردناک مصیبتین جھیلنا فقر و فاقہ کی تنگی وغیرہ غیرہ یہ سب تکلیفین انسان
گوارا کر کے علم حاصل کرتا ہے پس آپ بلا تکلف کہسکتے ہین کہ اس مشقت کی برداشت کا
سبب۔ اس تحصیل و تکمیل علوم کی علت غائی بجز دنیاوی محبت کے اور کوئی نہین۔ لیکن
علماء ربانی کے علوم اور دنیاوی محبت یکجا ہوسکین این خیال ست و محال ست و جنون
کہ یہ عالی قدر علوم تو جبھی حاصل ہونگے کہ دنیاوی محبت کا کہین کوسون پتہ نہو۔

حضرات یاد رکھنے کی بات ہے کہ حضرات صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین
کو جو بعد از انبیا سب پر تقدم و شرف حاصل ہے اس تقدم و شرف کا منشا کیا علم کلام
کی مہارت تھی۔ یا فقہی تبحر تھا فتوی نویسی مین مشاق تھے۔ یا کسی دوسرے فنون مین
انکو ید طولا حاصل تھا۔ جس علم نے انکو اس فضیلت کی معراج پر پہونچا دیا وہ یہی علم آخرۃ
و علم حقیقت تھا۔ چنانچہ اوستاد شفیق۔ ہادی طریق صلی اللہ علیہ وسلم کی صریحی تعلیمات اسکی
شاہد ہین۔ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کثرت صوم و صلواۃ یا فتوی نویسی وغیرہ

وجوہ کی بنا پر بعد از انبیا سب سے افضل نہین ٹھہرائے گئے بلکہ افضلیت کی علت شیٔ وقر فی صدرہٖ بتائی گئی۔ پس وہی سر مکنون اور جوہر نفیس ایسی چیز ہے جسکے ہونے اور نہونے کمی زیادتی پر ترقی و تنزل کا صحیح اندازہ ہوسکتا ہے۔ حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی وفات پر ایک محقق (یعنی حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ) نے فرمایا مات تسعۃ اعشار العلم یعنی آج نو حصے علم مرگیا۔ عرض کیا گیا کہ حضرت ہم آپکی تکذیب تو نہین کرسکتے مگر ہماری عقول تو ادراک مطلب سے ضرور قاصر ہین۔ آپ فرماتے ہین کہ عمرؓ کی موت سے نو حصہ علم مرگیا حالانکہ ہم دیکھتے ہین کہ بڑے بڑے جلیل القدر صحابی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دیکھنے والے صاحب علم صاحب فہم و فراست موجود ہین۔ ایک حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے نہونے سے ہم کیونکر آپکے قول کی تصدیق کرسکتے ہین۔ اُس محقق کامل نے جواب دیا کہ شاید تم علم سے علم احکام سمجھے اور تمہارے شک کا بھی منشا یہی ہوا ہے نہین نہین میری مراد یہ نہین ہے۔ میری غرض علم سے علم وہی علم ہے جو خدا تک پہونچادے یعنی علم حقیقت۔

میرے پیارے بھائیو کیا اب بھی آپکو اس امر کی حقیقت مین کوئی شک و شبہہ باقی رہا کہ جو علم فیضان آفتاب نبوت سے درخشان نہوگا حقیقت حال کے لحاظ سے اُسپر علم کا اطلاق صحیح نہین ہوسکتا۔ آپ خوب غور کیجیے کہ ملت بیضا احمدیہ و شریعت غرا محمدیہ اُس شاہراہ صراط مستقیم کا نام ہے کہ بادشاہ دوجہان مالک زمین و آسمان ہادی شاہراہ یقین رہنمائے سرگشتگان بادیۂ ظن و تخمین نے اپنی بیشمار اولیا و علما صلحا و اتقیا کی فوج و لشکر کو اسی صاف اور سیدھی راستہ سے ملک یقین تک فائز فرمایا ہے۔ اور اُن نورانی قدم کے نشان ہنوز ناپید نہین ہوچکے۔ اندھیری رات مین ایسے چمکتے ہین جیسے روز روشن مین آفتاب۔ اگر پیشروندگان کے قدم بقدم چلے جاؤ تو راہ مین

نہ کوئی فلسفی کھائی خندق سدّراہ ہوسکتا ہے۔ نہ شکوک کے کانٹے شبہات کے پتھر تمہاری
منزل کھوٹی کرسکتے ہین۔ ہر پیچیدہ مقام ہر دوراہہ پر منزل مقصود کا ٹھیک پتہ دینے والے
نشانات قایم ملینگے۔ ہر ہر منزل پر قوی پہرہ اور چوکی کا کافی انتظام ہے کیا مقدور
جو تمہارے نقد ایمانی پر کوئی ڈاکو کوئی رہزن ہات ڈال سکے۔ اگر کوئی بادیہ گرد بوالہوس
نئے خیال کا آدمی یون اغوا کرے کہ ارے میان تمنے بھی کہان سنی سنائی بن دیکھی
باتون پر وثوق کرلیا تم بھی کن تقلید پسند طبیعتونکی باتون مین آگئے۔ ابھی ادھر تو اختلاف
ونزاع مذہبی کا گھپ اندھیرا چھایا ہوا ہے وعید شدید مداہنت وغیرہ کے مہیب اور
ڈراؤنے جنگل حایل ہین۔ ترک محبت ومجالست مذاہب مختلفہ کے بڑے بڑے عمیق غار
ملینگے۔ جی چاہی من مانی نعمتین وہان ملنا محال۔ راہ راست وہ ہرگز نہین ہے جسکو تمنے
مان لیا ہے۔ آؤ ادہر آؤ۔ میرے پیچھے ہولو مین تمکو ان سب دقتون سے بچائے
ہوئے ایک اور قریب راستہ سے یکجہتی ویگانگت۔ اتحاد واتفاق قومی کے ٹھنڈے
ٹھنڈے سایہ مین ترقی وتمدن کی ہوا کھلاتا ہوا منزل مقصود تک پہونچادونگا
تو زنہار زنہار خبردار اسکی بات پر اعتماد نکرنا۔ وہ ہرگز تمہارا خیرخواہ وخیر طلب نہین ہوسکتا
اگر خدانخواستہ تم اسکے ساتھ ہو لئے تو جسقدر آگے بڑھوگے جہالت کا غبار مہجوری
عن الحق کی ظلمت زیادہ بڑھتی جاویگی۔ واہی تباہی تاویلون کی پیچیدگیان اور زیادہ
دشوار گذار ہوجاوینگی۔ اصل منزل مقصود تک پہونچانیسے غرض کسکو یہی سبز باغ دکھاکر
تمہارے دین وایمان کا خون کئے بغیر اپنے مہلک جنگل سے صحیح وسالم زندہ تمکو نہ چھوڑیگا
اے میرے پیارے بھائیو ایسی ہی رہزن ایسے ہی لٹیرے ایسے ہی ڈاکو ہین جنکو مبتدع
کہتے ہین۔ اور خاص خاص مواقع پر نیچری۔ غیر مقلد۔ ندوی وغیرہ الفاظ سے بھی تعبیر کیا جاتا ہے

خیر ڈاکو کہئے۔ لٹیرا کہئے ٹھگ کہئے۔ چور کہئے۔ مبتدع کہئے۔ کسی اور لقب سے یاد کیجئے
یہی وہ گروہ ہے کہ بظاہر مسلمانون کی خیرخواہی اصلاح اہل اسلام کے مدعی اور دلمین
اسلام واہل اسلام کیساتھ غضب کی عداوت بھری ہوئی۔ صورت دیکھئے تو جبہ پہنے عمامے
باندھے ہوئے۔ شہرت یہ کہ محدث مفسر بڑے بھاری مقرر۔ اونچے پایہ کے حقانی
واعظ۔ ناظم دین۔ مفتی شرع متین۔ ارشادات سنئے تو یہ کہ حضرت سلامت وقت دیکھئے
زمانہ کی ضرورت پر لحاظ کیجئے بقول شخصیکہ مرغی کی ایک ٹانگ۔ قدیمی جادہ سے سرک
جانے مین کونسا گناہ عظیم ہے۔ لکیر کا فقیر بنے رہنے سے کیا حاصل جنت
دوزخ۔ حشر نشر۔ عقاب ثواب۔ ملاؤن کے ڈھکوسلے ہین۔ قطعیات مشہورہ کچھ بھی
نہین۔ مذہبی قیود کوئی ایسی چیز نہین جسکے نہ ہونے پر کوئی تاسف ہوسکے۔ ہان مذہبی
قیود ضرور مانع ترقی اور اصلاح قومی کی مخل ہین سبکو یکسان خدا کا مقبول سمجھو سب کلمہ گو کلمہ
شریک آپسمین بھائی ہین۔ کوئی مذہب والا کیون نہو خدا کے یہان سب ایک قدر ومنزلت
کے ہین الی غیر ذلک۔ اے معزز حضرات یون تو یہ گروہ ہر جاہل مسلمان کا بدخواہ
اور مضرت کا خواہان ہے مگر بالخصوص علما و مشائخ ربانی کے ساتھ غیر محدود خصومت
رکھتا ہے انکی ایذارسانی انکی تحقیر کیلئے شورے کئے جاتے ہین۔ خاص انتظامی
جلسون مین طرق ایذارسانی پر بحث ہوتی ہے۔ اگرچہ بمصداق من حفر بیراً
لاخیہ فقد وقع فیہ خود ہی خایب وخاسر ہوتے ہین۔ ہزارون کے مجمع مین
خفت اٹھاتے ہین۔ مگر پھر بھی اپنی کجروی سے باز نہین آتے۔

برادران من اگر آپ تھوڑا غور کرین تو بخوبی سمجھ سکتے ہین کہ مبتدعین زمانہ کا
علما کرام ومشایخ عظام کے ساتھ خصومت رکھنا کوئی غیر متوقع خیال نہین ہوسکتا کہ ان

حضرات کے نور علمی کے سامنے اشرار کی نار ضلالت تیز نہین ہو سکتی۔ ہان ہان علماء
ربانی آسمان شریعت کے روشن تارے ہین۔ علماء ربانی کے سوا ایسا اور کون ہے
جسکے دم قدم سے شیاطین الانس کی روک ٹوک ہو سکے۔ ممکن نہین کہ علماء ربانی کے
ہوتے ہوئے شیاطین الانس کا تصرف آسمان شریعت پر ہو سکے۔ اُن ہی کی تحقیق
شہاب ثاقب کیطرح مکاید شیطانیہ کے رجم و قذف مین کافی طور پر آٹھ پہر سرگرم رہتی ہے
پیارے بھائیو خوب غور سے سنو اور یاد رکھو کہ ان قطاع الطریق کو ذرا پاؤن
ٹیکنے کا سہارا ملنا چاہئے پھر تو یہ وہ بلائے بے درمان ہین کہ کیا امکان جو انکا وار خالی جائے۔
انسانی قلوب مین جو فطری طور پر صفائی و پاکیزگی حاصل ہے اسکو میٹ دینا انکی صحبت
کا پہلا کام ہے۔ اسلامی زرہ پھینکر۔ تائید اسلام اصلاح مسلمین کی آڑ مین اغوا و تضلیل
کے تیر دین و ملت پر چلانا ان کے بائین ہات کا کرتب ہے۔ پھر ایسون کی صحبت سے
پرہیز نہ کرنا اگر دیدہ و دانستہ چاہ غوایت مین گرنا نہین تو اور کیا ہے۔
بھائیو ذرا سوچو سمجھو کہ اگر ان مبتدعین دجالین کی متعدی شر کا دفع قدرت کا
پسندیدہ کام نہ ہوتا تو خدا کے وہ مقبول بندے جنھون نے اپنے نفس کے لئے کسی
بدخواہ۔ جانی دشمن کیطرف آنکھ اُٹھا کر بھی نہ دیکھا۔ اپنے مجاہدات و مشاہدات پر ہرگز انکی
رد و طرد کو ترجیح نہ دیتے۔ وہ بے نفس اور حلیم طبیعتین جو سخت اذیت اُٹھانے پر بھی مخالف
تو نہ کہین مگر ان قطاع الطریق کے مقابلہ مین کشتنی۔ سوختنی گردن زدنی۔ تحریر۔ تقریر کسی کی کشش کو
نہ اُٹھا رکھین۔ بھائیو ہٹ دھرمی کا تو کوئی علاج نہین ورنہ محمد رسول اللہ۔
روحنا فداہ و صلی اللہ علیہ وسلم کا کلمہ پڑھنے والا اور اصحاب
عظام و اہلبیت کرام کی محبت انکی پیروی سے انکار کرے حاشا ثم حاشا۔

یہ دو باتین یکجا جمع ہوسکین ہرگز نہین۔ اگر مدافعت مبتدعین۔ ان قطاع الطریق کا قرار واقعی تدارک ضروری نہ ہوتا تو مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ کی دیکھنے والے ہرگز ایسا نہ کرسکتے تھے۔ جن مبارک اور خوش نصیب آنکھون سے وہ آئینۂ جمال احدیت دیکھا تھا اُن نورانی آنکھون مین جبتک اس کار خیر کی پوری پوری وقعت وعظمت ثابت نہ ہولی اُسوقت تک ہرگز ایسا نہین کیا ہے۔ اور اُن ہی کی پیروی اُنکے بعد کے علما ربانی نے فرمائی اور انشاءاللہ فرماتے رہینگے۔ پس سمجھ لیجئے کہ جو علم کتاب و سنت کے موافق ہے یا اُسکا ماخذ قران وحدیث ہے یا جسکے ذریعہ سے اسرار ومطالب قران وحدیث بآسانی سمجھ مین آسکین وہی علم ہے باقی سب جہل مرکب۔

حضرات اگرچہ آپکا وقت میرے بیان مین بہت صرف ہوا مگر کام کی دو ایک باتین اور سن لیجئے۔ قطع نظر شواہد نقلیہ کے جو بعد کو ذکر کیے جاوینگے برہان عقلی کافی شہادت دیتا ہے کہ علم ایسی چیز ہے جسکے عمدہ اور بہتر ہونے مین کسیکو کلام نہین ہوسکتا۔ یہ کون نہین جانتا کہ دنیا ایسے کمزور اور ناپایدار مکان کا نام ہے جسکی خرابی وبربادی مین کوئی گھڑی ساعت کی دیر ہے۔ دنیا عنقریب فنا ہوجانیوالی چیز کا نام ہے دنیاوی بھلائی یا برائی پایدار یا کارآمد چیز نہین قرار پاسکتی۔ نورانی دماغ دنیاوی عمدگی کو اصلی مقصود نہین تصور کرسکتا اُسکا مقصود ذاتی اخروی سعادت ہے یا یون کہیے کہ دربار قدرت کا تقرب۔ اب مین آپ سے پوچھتا ہون کہ اُس شاہد مقصود کے وصال کا ذریعہ کیا ہے۔ بداہۃً آپکو بھی کہنا پڑیگا کہ بغیر علم کے وہان تک رسائی غیر متصور۔ اور نہ بغیر اس توسط کے وہان کسیکی کچھہ پرسش ہوسکے ۔ کہ بے علم نتوان خدارا شناخت۔ پس جب سعادت ابدی اخروی سے زیادہ اور کوئی چیز عمدہ ثابت نہین اور بغیر علم کے

رہنمائی کے سعادت عظمے کا حصول ناممکن پس اس سعادت کی اصل یہی قرار پایا اور وہی ایسی چیز ٹھہری جسکو سب سے اچھا کہہ سکتے ہین۔ یا یون کہئے کہ ہر شے کی فضیلت اُسکے آثار و ثمرات پر غور کرنے سے بخوبی ذہن نشین ہو سکتی ہے۔ اب ذرا علم کے دینی ثمرات و نتایج اور دنیا وی فوایدو منافع پر ایک نظر ڈال جائیے۔ اگر دینی ثمرات کا لحاظ آپ کرینگے تو اس سے زیادہ اور کیا ہو سکتا ہے کہ مٹی کا پتلا اور ملاءِ اعلیٰ پر فوق لیجائے اس سے زیادہ اور کونسی ترقی ہو سکتی ہے کہ بارگاہ احدیت مین باریابی ہو گئی۔ دنیاوی اعتبار سے دیکھئے کہ وہی دو ہات وہی دو پاؤن وہی دو آنکھین مگر جسطرف گزر ہوا ہر شخص تعظیم و توقیر کیلئے مستعد ٹوٹی جوتیان پھٹی ہوئی لُنگی کیساتھ ہزارون جانین ایسی گرویدہ ہین کہ جہان پسینہ گرے وہان خون بہا دین۔ گھر مین بوریا نہین مگر بادشاہون پر احکام نافذ۔ اب ایک اجمالی نظر نقلی شواہد پر بھی ضرور ہے۔ آیات قرآنیہ احادیث نبویہ۔ ارشادات صحابۂ کرامؓ وغیرہ اگرچہ بکثرت پیش نظر ہین مگر وقت کے مناسبت سے اسقدر پر کفایت کیجاویگی جس سے کامل تسکین ہو سکے اور معزز ناظرین کی طبیعت پر گران نہ گزرے۔ قرآن مجید کی یہ آیۃ ملاحظہ ہو یرفع اللّٰہ الّذین آمنوا منکم والّذین اُوتوا العلم درجات فرقان حمید کی دوسری آیۃ دیکھئے قل کفی باللّٰہ شہیداً بینی و بینکم ومن عندہ علم الکتاب۔ تیسری آیۃ بھی کلام پاک کی سماعت فرمائیے ولقد جاءھم بکتاب فصلناہ علی علم۔ چوتھی آیۃ پر بھی نظر ڈالئے قل ھل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون۔ پانچوین آیۃ کریمہ تلاوت کیجے وتلک الامثال نضربھا للناس وما یعقلھا الا العالمون چھٹوین آیۂ معظمہ کو پڑھئے شھد اللّٰہ انّہ لا الٰہ الا ھو والملٰئکۃ واُولوا العلم قائماً بالقسط۔

فضایل ماہ شعبان المعظم

یہ مہینہ رزق کا گنجینہ برکت کا خزینہ ایمان کی جسان اسلام کی کان مقدمۃ الجیش ماہ مبارک
رمضان اسکے فضایل بے شمار جنکا انحصار دشوار الا بر طبق مالا یدرک کلہ لا یترک کلہ اند کے
از بسیار و یکی از ہزار گویا مشتے نمونہ از خروارے یون سمجھنا چاہیے کہ اس ماہ مبارک کی خطب مین حضور
پر نور سید الانبیا و المرسلین خیر الاولین والآخرین اکرم الکائنات افضل المخلوقات حبیب رب العالمین
شفیع العصاۃ یوم الدین علیہ افضل الصلوات واکمل التحیات حضار دربار ہدایت آثار سے بر سر منبر
مبارک بار بار بالتکرار ارشاد فرماتے کہ نقوا ابدانکم لصوم شعبان لصیام رمضان الحدیث
رواہ ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ یعنی اپنے بدنون کا تنقیہ کر لوا سے مسلمانون روزہ ماہ شعبان
سے واسطے ماہ مبارک رمضان کے جیسا ثابت ہے روایت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور
خود بدولت بھی بہ نسبت دوسرے مہینون کے اس ماہ مبارک مین کثرت صیام وقیام فرماتے
بقیع مین تشریف لیجا کر دعاء مغفرت سے اموات کو شاد کام کرتے۔ حضرت اسامہ بن
زید فرماتے ہین کہ مین نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم کہ حضور اقدس ماہ
مبارک شعبان مین بہ نسبت دیگر شہور کے کثرت سے روزہ رکھتے ہین ارشاد ہوا اے اسامہ
یہ مہینہ برکات کا خزینہ ہے اسمین ملائکہ پیش کرتے ہین اعمال شبانہ روزی بارگاہ رب العلمین
مین ہمکو محبوب تر ہے یہ کہ بحالت صیام ہمارے اعمال پیش ہون اُس دربار مین الحدیث اور
دوسرے روایت مین حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ سے ثابت ہے کہ جو کوئی التزام کریگا تین
روزون کا ماہ شعبان مین قیامت کے دن پروردگار عالم اپنے رحمت سے اُسکے قبر پر واسطے
سواری کے ناقہائے بہشت سے ایک ناقہ بھیجے گا۔ ترمذی شریف مین حضرت
ام المومنین احب النسا عائشہ صدیقہ حمیرا رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ایک شب لیالی

ماہ شعبان سے مین نے حضور پر نور کو بستر اطہر پر نہ پایا۔ بیتاب ہوکر تلاش و طلب مین حجرۂ مطہرہ سے باہر
آئے حضور بقیع مین جلوہ فرماتھے سر اقدس آسمان کیطرف اُٹھائی ہوئی مجھکو دیکھکر ارشاد ہوا کیا اے
عایشہ تمکو خیال گذرا کہ خدا و رسول تمہاری حق تلفی گوارا فرمائین حاشا ایسا نہین ہے اے عائشہ رض
یہ شب لیلۃ البرات ہے اسمین تجلی الٰہی منور فرماتی ہے سما، دنیا یعنی فلک اول کو اور مغفرت نامتناہی متوجہ
ہوتی ہے بندگان خدا پر اور فرمان بخشش عطا ہوتا ہے اکثر عباد کو کہ زیادہ ہے شمار اُنکا بو کلب کے
گلہ سے بیہقی و ابن ماجہ شریف مین حضور اقدس امام الاولیا شمشیر خدا مشکلکشا سیدنا علی مرتضی کرم اللہ
وجہہ سے مروی ہے فرمایا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب میسر آوے پندرہوین شب شعبان کی
تو شب بیداری کرو اور اُسکی صبح کو روزہ رکھو کہ اس شب مین بعد غروب تجلی الٰہی ظاہر ہوتی ہے عالم پر اور
ندائے عام کیجاتی ہے کہ اے طالبان مغفرت دوڑو کہ دروازہ مغفرت کا کھلا ہے اور اے خواستگاران رزق
چلو کہ روزی کا در وا ہے اور اے مبتلاے معاصی اُٹھو کہ وقت عفو آگیا اور اے سائلو پہونچو کہ موسم انعام و عطا ہے
اور غروب آفتاب سے طلوع تک یہی دھوم دھام رہتی ہے حضرات صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالے علیہم اجمعین
جب ماہ شعبان جلوہ دکھاتا طاعت و عبادت کی کثرت فرماتے دن بھر روزے رکھتے شب بھر نوافل ادا فرماتے
تلاوت قرآن مجید و صدقات و خیرات مین سرگرم رہتے باہم فرماتے کہ اے مسلمانو عجب موقع خیرات و مبرات ہے خدائے رحیم نے
اپنی رحمت سے یہ وقت دکھایا ہے اموال کی زکوٰۃ نکالو صدقات کی تیاریان کرو رمضان مبارک آتا ہے ضعفاء
امت کے مساکین بے ہمت کی اعانت و تقویت کی کوشش کرو سرمایہ آخرت کماؤ دنیا کی نعمت فانی جانو
آخرت کی دولت باقی مین خصہ لگاؤ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین مفسرین عظام متعلق آیہ کریمہ۔ واما من خفت
موازینہ الآیہ ارشاد فرماتے ہین کہ جسکا پلہ حسنات وقت وزن اعمال ہلکا ہوگا حکم ہوگا کہ اے
غافل عاطل کیا عمر بھر تجھکو شب پانزدہم شعبان بھی میسر نہ آئی جو آج یہ ندامت نہ اُٹھاتا۔ اولیاء امت
علیہم الرحمۃ نے اس شب کے اعمال و فضائل کے مستند شدیدین سے نہایت تاکید فرمائی کسی نے کم از کم سو عدد نوافل

ہر رکعت مین تین بار سورۂ اخلاص کا حکم فرمایا ہی کسی نے بعد ادای صلوٰۃ مغرب سورۂ کریمہ لیس شریف کے تکرار کا بہ نیت طول عمر و دفع بلیات و استغنا ارشاد کیا ہی بالجملہ یہ رات دن غنیمت ہی واسطے استحصال حسنات و برکات کے یہی رات تو ہے جسکا نام ہی **شب برات** یعنی شب حصہ و قسمت بر طبق طاعت و عبادت لیلۃ البراۃ یعنی شب آزادی عصاۃ و گرفتاران بلا و آفات لیلۃ العفو والکرم یعنی شب معاصی و بخشش پروردگار غفار کائنات و لیلۃ الرحمۃ یعنی رحمت رحیم کی رات لیلۃ التوبۃ والندم یعنی توبہ و ندامت کی رات وغیرہ وغیرہ۔
ماہ رجب و شعبان و رمضان یہ تینون مہینے بطور مثال زمانہ تخم ریزی اعمال و وقت انجام والکمال موسم و فصل حصول منافع و مکاسب اشغال ہین وبس۔ اللّٰھم ارزقنا برکات ھٰذہ الشھور الکریمۃ واللیالی والایام بجاہ سید الانبیاء الکرام وحرمۃ افضل الرسل العظام صلی اللہ علیہ وسلم وعلی آلہ وصحابہ اجمعین۔ آمین آمین

الراقم

(جناب حضرت مولانا مولوی) محب احمد عبد الرسول (صاحب دام مجدہٗ) مدرس مدرسہ برکاتیہ مارہرہ شریف سرکار کلان درگاہ معلی

شعبان المعظم

دنیا مین ایک خاص موسم ایک معین وقت پر جسطرح میلے لگتے ہین نمایش گاہین قایم ہوتی ہین اور ان ایام مین تجار و دوکانداروں کے سودے سوای ہو جانا معمولی بات ہی۔ بہ نسبت اور اوقات کے ان ایام مین تجارتی سامان کی قدر بہت کچھ زیادہ ہو جاتی ہی یون ہی بلا تشبیہ حقتعالی وتبارک عز شانہ وجل برہانہ نے اس امت مرحومہ کے واسطے چند موسم خیرات و برکات معین فرما دیے ہین کہ ان ایام متبرکہ مین تھوڑے سے عمل پر بہ نسبت اعمال دیگر

ایام کہ المضاعف ثواب مرحمت ہوتا ہی۔ ایک اٹھائی سو پائی ہیں صادق ہی میرے پیارے بھائی مسلمانون ان ہی ایام متبرکہ اور مواسم معینہ مین سے یہ شھر النبی سید الانس والجان ماہ شعبان ہی۔ احادیث مصطفویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ اسکے فضایل مین بکثرت وارد ہین نہایت اختصار کیساتھ اندکو از بسیار و مشتے نمونہ از خروار بیان کئے جاتے ہین۔

صدیقہ کبریٰ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے کہ یون تو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ اکثر اوقات روزہ بھی رکھتے تھے۔ افطار بھی فرماتے تھے۔ کبھی یکے بعد از دیگرے۔ پے در پے اتنے روزے رکھتے کہ ہمکو یہ خیال ہوتا کہ اب مہینہ بھر شاید افطار نہ فرمادین۔ کبھی اسقدر افطار فرماتے کہ ہم یہ سمجھتے کہ اس مہینہ مین کوئی روزہ نہ رکھا جاویگا۔ پورے مہینے کے روزے بجز ماہ مبارک رمضان کے اور کسی مہینہ مین رکھین یہ معمول شریف نہ تھا لیکن اس ماہ شعبان مین سب مہینون سے زیادہ صایم رہتے کان احب صیامہ فی شعبان یعنی بعد رمضان المبارک کے سب روزون سے زیادہ پیارے شعبان کے روزے تھے۔

حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کثرت صیام ماہ شعبان کا باعث استفسار کیا ارشاد مقدس ہوا کہ وہ مبارک مہینہ ہے کہ اسمین سال بھر کیلئے عالم برزخ کے مسافرون کا دفتر تیار ہوتا ہے جو اس سال مین مرنیوالے ہین انکا نام لکھہ لیا جاتا ہی لہٰذا ہمکو زیادہ مرغوب اور پسند طبع یہ امر ہی کہ ہمارا نام روزہ کی حالت مین تحریر کیا جاوے۔ حضرت سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہی کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے استفسار ہوا کہ روزون مین کون سے روزے افضل ہین ارشاد ہوا کہ شعبان کے روزے جو رمضان کی تعظیم اور استقبال کیلئے رکھے جائین۔ نیز ان ہی سے مروی ہے کہ شعبان کا نام اسلئے رکھا گیا کہ اسمین رمضان کیلئے بے انتہا برکتین مثل درختین پھیلادی جاتی ہین۔ حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے

روایت ہے کہ حضور اقدس نے ارشاد فرمایا شعبان شہری یعنی شعبان ہمارا مہینہ ہے۔
رجب شہر اللہ رجب اللہ کا مہینہ ہے رمضان شہر امتی رمضان میری امت
کا مہینہ ہے۔ شعبان مکفر ذنوب ہے۔ رمضان مطہر یعنی ساری برائیون سے پاک کرنیوالا
ایک روایت مین وارد ہے کہ شعبان دو مقدس اور معظم مہینون کے بیچ مین ایک
مبارک مہینہ ہے۔ اور لوگ اسکی رفعت مرتبت اسکی شان و عظمت کو بھولے بیٹھے ہین۔
ہان اس مبارک مہینہ کی یہ شان ہو کہ اسی مین بندون کے اچھے برے کام دربار حضرت
رب العزت مین پیش ہوتے ہین مسلمان بھائیو یہی تو وہ مبارک مہینہ ہے جسکی نسبت حضرت
سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ صحابہ کرام شعبان کا چاند دیکھتے ہی
قرآن پر جھک پڑتے یعنی اس ماہ مبارک مین تلاوت قرآن شریف مین اکثر اوقات صرف کرتے
تھے۔ یہی وہ مہینہ ہے جسمین مالدار مسلمان زکوٰۃ نکالکر فقرا و مساکین کو بانٹ دیتے تھے کہ غربا کو
روزہ رکھنے مین دقت نہ پڑے۔ حکام فوجداری قیدیون کے دفتر منگواتے نہایت غور و تفتیش
فرماتے۔ حد کے سزاوار پر حد شرعی جاری کرتے ورنہ رہائی کا حکم سناتے۔ ہان یہی وہ مبارک
مہینہ ہے کہ اسکو دربار حضرت رسالت خاتم نبوت صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک خاص علاقہ
ہے۔ ہان اے فدایان روے احمدی۔ اے گدایان کوئے محمدی یہ نسبت تمہارے لئے کافی
ہے۔ جہان تک ہوسکے اس مہینہ مین صلوٰۃ و سلام کی کثرت کرو۔ دربار پرانوار مین نہایت
خشوع و خضوع کمال ادب اور حضور قلب کے ساتھ صلوٰۃ و سلام پڑھو اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ
عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ۔ ہان جان لگا کر
کوشش کرو کہ حضور اقدس و اعلیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مطہر کیساتھ ایک خاص علاقہ حاصل
ہوجائے۔ تم یقین رکھو کہ آنحضرت اپنے ہر امتی کو بقدر اسکے صلوٰۃ و سلام عرض کرنیکے جانتے اور پہچانتے ہین

رونق کے پیام وسلام سے اور ارتباط نہ بڑھے یہ کب ہوسکتا ہی۔ ہان صلوٰۃ وسلام سے بڑھکر اور کوئی چیز محبت بڑھانے والی اور آنحضرتؐ سے اُنس اور خاص تعلق پیدا کرنے والی نہین ہوسکتی = ہان یہی وہ ماہ مبارک ہے جسکی عظمت شان یون بڑھائی گئی کہ عرش اعظم کے نیچے ایک دریا نور جاری ہی جب حضرت حق تبارک وتعالیٰ نے اُسکو پیدا کیا اُسکے ساتھ ہی ایک فرشتہ اسقدر عظیم الجثہ اور عالی قدر مخلوق فرمایا کہ اگر وہ اپنے بازو پھیلائے تو مشرق مغرب ڈھک جائے۔ جو بندہ ماہ شعبان مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتا ہے اُس فرشتہ کو حکم الٰہی پہونچتا ہے کہ اُس آب حیات وما برکت ورحمت مین غوطہ لگائے = غوطہ مارکر جب وہ فرشتہ باہر آتا ہی اپنے بھیگے ہوئے پرون کو جھاڑتا ہے ہر ہر مُو سے ہزارون قطرے ٹپکتے ہین ہر قطرہ سے ایک فرشتہ پیدا ہوتا ہے اور اُس درودخوان کیلئے طلب مغفرت کرتا ہی۔ یہی وہ مہینہ ہے کہ جو شخص بخلوص دل اُسکی تعظیم کرے۔ اللہ سے ڈرے اعمال صالحہ بجالائے۔ منہیات سے بچے خدا تعالیٰ اُسکی مغفرت فرماتا ہے۔ اُس سال مین جتنے امراض وفتن ہون سب سے امان مین رہے۔

شب برات

یہ وہی مبارک مہینہ ہے جسمین ایک خاص رات ودیعت رکھی گئی ہے قال اللہ تعالیٰ وتبارک حٰمٓ وَالْكِتَابِ الْمُبِينِ إِنَّا أَنزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةٍ مُّبَارَكَةٍ۔ حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ وہ شب مبارک شب برات ہے۔ حضرت جناب مولا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے کہ اس شب مین رب جلّ وعلا آسمان دنیا پر جلوہ نزول رحمت فرماتا ہے مسلمانون کے لئے رحمت کا دروازہ کشادہ فرما دیتا ہے۔ البتہ قاطع رحم اور کسب کرنیوالی

عورت اور مشاحن یعنی بغیر کسی شرعی وجہ کے مسلمانون سے عداوت رکھنے والا اس رحمت علیہ سے محروم رہتا ہے۔ ہان یہی وہ رات ہے جسکی کیفیت حضرت جناب صدیقہ کبریٰ رضی اللہ عنہا یون بیان فرماتی ہین کہ ایکدفعہ اسی شب مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میری چادر مین سے اسطرح سے علیحدہ ہوگئے کہ مجھکو ذرا خبر نہ ہوئی مین اپنے پاس آنحضرت کو نہ پاکر نہایت پریشان ہوئی اور مجھکو خیال پیدا ہوا کہ مبادا آنحضرت شاید دوسرے ازواج مطہرات کے پاس تشریف لیگئے۔ اس خیال نے مجکو چپکا نہ بیٹھنے دیا حجرے مین چارون طرف ڈھونڈھنے لگی کہ حضرت کے پائے مبارک پر میرا ہاتھ پہونچا آپ سجدہ مین تھے اور یہ دعا ورد زبان تھی سجد لک سوادی وخیالی وآمن بک فوادی ابوء لک بالنعم واعترف لک بالذنب ظلمت نفسی فاغفرلی انہ لایغفر الذنوب الا انت اعوذ بعفوک من عقوبتک واعوذ برحمتک من نقمتک واعوذ برضاک من سخطک واعوذ بک منک لااحصی ثناء علیک انت کما اثنیت علی نفسک۔ تمام شب آنحضرت نماز مین مشغول رہے حتی کہ قدم مبارک پر ورم سا آگیا۔ صبح کو مین قدم مبارک دباتی جاتی اور کہتی تھی کہ اے اللہ کے محبوب تم اتنی محنت۔ اس قدر مشقت کیون اٹھاتے ہو کیا آپ کے یہ مراتب علیہ نہین ہین۔ ارشاد فرمایا افلا اکون عبدا شکورا کہ ہان میرے پروردگار نے ضرور مجھکو وہ درجات عالیہ مرحمت فرمائے جو کسیکو نہ ملے پھر کیا ان نعمتون کا شکریہ نہ ادا کرون۔ اے عائشہ تم جانتی ہو کہ اس شب مین کیا کیا نازل ہوا۔ مین نے عرض کی کہ آپ ہی ارشاد فرمائین۔ ارشاد ہوا سال بھر کا حال کردیا گیا جتنی پیدائشین اور فوتیان ہونگی سب لکھہ گئین۔ اعمال عباد کی پیشی ہوئی۔ دوسری روایت مین وارد ہے کہ حضرت نے

دریافت فرمایا اے عایشہؓ یہ کون رات ہی حضرت بی بی صاحبہ نے فرمایا اللہ و رسولہٗ اعلم
ارشاد مقدس ہوا یہ وہ باعظمت رات ہے جسمین خدا تعالی اپنے بندون کو آزاد کرتا ہی جتنے
قبیلہ کلب کی بکریون کے بال ہین۔ اے عایشہؓ اگر تم اجازت دو تو مین عبادت کرون
حضرت بی بی صاحبہ نے عرض کی کہ جو مرضی مبارک ہو۔ اسکے بعد آنحضرت عبادت الٰہی
مین مشغول ہو گئے اور صبح فرمادی اور اتنا بڑا سجدہ فرمایا کہ مجھکو گمان ہوا کہ اللہ تعالی نے
اپنے پیارے محبوب کو اپنے پاس بلا لیا۔ مین بہت بیتابی کے ساتھ حضور کے قریب آئی۔
اور پائے مبارک پر اپنا ہاتھ رکھا اور اسکو حرکت مین پاکر میری جان مین جان آئی۔ ہان
یہی وہ رات ہے کہ آیۂ کریمہ فیھا یفرق کل امر حکیم کی تفسیر مین حضرت ابن عباسؓ
فرماتے ہین کہ یہ آیت اسی شب کے بیان مین ہے یہی وہ رات ہو کہ سو دروازے رحمت کے جس شب مین مفتوح کر دیئے جاتے ہین
بعض علما کا ارشاد ہو کہ جسطرح مسلمانون مین عید کے دو دن مقرر ہین ۱ عید فطر ۲
عید اضحیٰ۔ اسیطرح فرشتون کے لیے بھی دو راتین عید کی مقرر ہین ۱ برات ۲ قدر۔ چونکہ
انسان کے لئے خواب لازمی ہے اور فرشتے سونے سے بری ہین اس سلئے ہمارے
لئے دن مقرر ہوئے اور فرشتون کے لئے راتین۔

شب برات کے ظہور اور شب قدر کی پوشیدگی مین یہ حکمت ہے کہ اگر شب قدر عام طور پر ظاہر
کر دیجاتی۔ اسکا پورا پورا مرتبہ بہ تعین وقت بیان کر دیا جاتا تو بندے اُسپر تکیہ کر لیتے کہ وہ
لیلۃ المغفرۃ اور لیلۃ الرحمۃ ہے۔ شب برات مین شان جلالی کا ظہور ہے۔
کہ اُسمین سب باتون کا فیصلہ ہو جاتا ہے جس سے دلون مین دہشت اور ہیبت پیدا ہونا چاہیئے
کہ خدا معلوم دیکھئے ہمارے حق مین کیا حکم ہوتا ہے۔

زمانۂ سلف صالحین و قدما تابعینؒ سے اس شب کے احیاء کا دستور ہی چند احادیث بھی

اس بارہ مین وارد ہین۔ ایمۂ کرام وصوفیۂ عظام کی تصنیفات کے ملاحظہ سے ثابت ہوتا ہے کہ اس شب مین اکابر کا معمول سو رکعت کا تھا ہر رکعت مین دس بار سورۂ اخلاص پڑھتے تھے ایک روایت مین وارد ہے کہ جو شخص شب عیدین وشب براۃ کو بیدار رہے اسکا دل پھر نہ مرے زندہ دل ہوجاے چنانچہ اسکی تصریح کتاب مستطاب **غنیۃ الطالبین** مصنفہ حضور غوث الثقلین قطب الکونین سیدنا الشیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ واحیاء العلوم مولفہ حضرت امام حجۃ الاسلام امام غزالی ودیگر ایمۂ کرام وعلماء عظام کی تالیفات مین موجود ہے تنبیہہ محققین ومحدثین کا اتفاق ہے کہ فضایل اعمال مین روایات ضعاف بھی مقبول ہین اور انپر عمل مستحسن۔ وہ ہرگز قابل رد نہین قرار پاسکتی ہین۔ علماء حدیث اگرچہ بطور قیود وشرایط **علم اسماء الرجال** کے ان روایات کے رواۃ مین جرح کرتے ہین۔ انکو ضعیف ومنکر وغیرہ بتاتے ہین۔ لیکن وہ خود یہ بھی تصریحًا فرماتے ہین کہ فضایل اعمال مین اُن سے استناد درست۔ یہ بھی فرماتے ہین کہ سند کے نہ ملنے۔ رواۃ کا حال نہ معلوم ہونے سے اُنپر جزم حکم بوضع کا نہین ہوسکتا۔

فایدہ جلیلہ بعض علما جو اس شب کے احیاء کا انکار منقول ہے اُس انکار کا منشا سمجھہ لینا ضرور ہے کہ انھون نے کس بنا پر انکار فرمایا۔ اصل بات یہ ہے کہ بعض بلاد مین یہ معمول تھا کہ اس شب مین نوافل کی جماعت بہ **تداعی** قایم کیجاتی تھی جسمین اجتماع امارد ونسوان وانواع منکرات کا ہوتا تھا علماء کرام نے اُسکی ممانعت فرمائی ہے۔ ورنہ نفس شب بیداری مین عبادت الٰہی مین کسکو کلام ہوسکتا ہے۔ زمانۂ موجودہ کے **علماء السوء** جو اتباع سنت کی آڑ مین تخریب دین ومذہب کے درپے ہین وہ توضرور ہی ایسے اعمال صالحہ کو بدعت سیۂ بلکہ کفر وشرک ہی ٹھہرادینگے کہ عبادت نہ کرنیکے لئے نفس کو ذراسا بہانہ ملجانا چاہیے۔

لیکن مشایخ کرام و اولیاء عظام کو مبتدع قرار دینا اور معمولات مستحبۂ مشایخ عظام اولیاء کرام کو بدعت سیئہ ٹھہرانیکا مزہ بہت جلد ملجاویگا وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون قیامت قریب ہے اپنے کردار کی سزا قرار واقعی پا لینگے۔ سچے مسلمانون کو لازم ہے کہ ان شیاطین الانسیہ کے وسوسہ پر لاحول بھیجکر اس شب مین جہان تک ہوسکے اللہ کی یاد کرے۔ نہایت شوق و ذوق حضور و سرور کے ساتھہ خدا کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام بھیجکر اپنی عاقبت بنائے۔ جہلا کی رسوم کوئی چیز نہین اُنسے احتراز لازم رکھے تمام منہیات شرعیہ سے بچے۔ بلاد ہندوستان مین جو آتش بازی کا رواج ہے اور وہ کسیوقت سے کیون نہو محض ممنوع۔ خیال تو کیجیے کہ اس بیہودہ حرکت ناشایستہ امر سے بجز تضییع مال اور اسراف کے کیا حاصل۔ نرا لہو و لعب اور پھر یہ امر ممنوع خاص اُس رات مین جسکا موضوع لہ اصلی خوف و دہشت عبادت و ریاضت ہو بقول شخصے کہ کریلا اور نیب چڑھا نعوذ باللہ من وساوس الشیاطین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شہر رمضان الذی انزل فیہ القرآن

حضرات۔ یہ وہ مبارک مہینہ ہے جسمین کلام الٰہی نازل ہوا۔ خداے تعالےٰ کے وسیع فضل نے تمام عالم کو مفتخر فرمایا۔ خوب سمجھہ لیجئے کہ جو برکات و کرامات اس باشرف اور بڑی عزت والے مہینہ کو عطا ہوئے دوسرے مہینون کو وہ نہین ملے۔ کتب احادیث وغیرہ پر نظر ڈالئے تو خاص اس بارہ مین کافی سرمایہ موجود ملتا ہے۔ لیکن ہم نہایت اختصار کیساتھہ چند آثار و احادیث اپنے معزز ناظرین **تحفۂ حنفیہ** کی خدمت مین پیش کرتے ہین۔

حضرات اہل اسلام یہ وہ مبارک مہینہ ہے جسکی ثنا وصفت صحیحین سے
یون ثابت ہے کہ جب رمضان آتا ہی آسمان کے دروازے کھولدیئے جاتے ہین
دوزخ کے دروازون پر قفل لگا دیا جاتا ہے۔ ہان یہ وہ مہینہ ہے کہ شیاطین زنجیرونمین
جکڑے جاتے ہین۔ جناب قاسم نار ونعیم علیہ الصلوٰۃ کا ارشاد مقدس ہے کہ جنت کے
آٹھ دروازے ہین۔ منجملہ اُنکے ایک دروازہ کا نام رَیَّان ہے وہ دروازہ صرف
روزہ دارون کا رہگزر ہے اور کوئی اُس دروازہ سے داخل نہو گا علماء کرام فرماتے ہین
کہ رَیَّان کے معنی سیراب کیے ہین جو وہان پہونچیگا میدان حشر کی تشنگی کا فور ہوجاویگی
اور طبیعت مسرور۔ ہان اسی مہینہ کی شان مین کہا گیا کہ جو خالصًا لوجہ اللہ نہایت
خوشی اور سچی محبت سے رمضان کے روزے رکھے حق تعالیٰ اپنی وسیع رحمت سے
اُسکے پچھلے گناہ معاف فرما دیگا۔ ہان یہی وہ مہینہ ہے کہ جو شخص اُسکی راتون کو قائم کرے
یعنی نماز تراویح پڑھے خدا کی یاد کرے اُسکے ماتقدم گناہ بخشد یئے جاوین۔
ہان تمام بنی آدم کے عوض مین کم سے کم دس گناہ اور زیادہ سے سات سو گنے تک بحسب
نیات ثواب ملتا ہے مگر روزہ کی وہ نرالی شان ہے کہ حضرت رب العزت عم نوالہ
فرماتا ہے انہ لی یعنی روزہ خاص میرے لئے ہے اُسکی جزا وہ دونگا جو کسیکے
وہم وگمان مین بھی نہین آسکتی۔ ہان ہان اسکا انعام خاص مجھسے تعلق رکھتا ہے۔ ملائکہ
مقربین کو بھی اُسمین کوئی دخل نہوگا۔ ہان روزہ دار کے موبنہ سے جو بو نکلتی ہے اللہ کے
نزدیک وہ مشک کی خوشبو سے بھی زیادہ محبوب ہے۔ ہان روزہ وہ قوی سپر ہے
جسپر شیطان اور نفس کے زبردست حملے ذرا کارگر نہین ہوسکتے۔ ہان روزہ کی یہ زبردست
قوت ہے کہ بروز قیامت دوزخ بھی روزہ دار کا بال نہ بیکا کرسکیگی۔ ہان یہ وہ مہینہ ہے کہ

اسکی چاندرات کو ہاتف غیبی پکارتا ہے یاداعی الخیر اقبل اے رحمت الٰہی کے متلاشیو چلو دوڑو۔ ہان یہی وہ مہینہ ہے کہ بروز قیامت یہ مہینہ اور قرآن دونون شفاعت کرینگے۔ رمضان کہیگا اے میرے پروردگار میری خاطر سے بندہ نے کہانا پینا ترک کردیا۔ نفسانی خواہشون سے دور رہا آج مین اسکے کام نہ آؤن یہ مروت سے بعید ہے اس بندہ کو بخشدے۔ میری شفاعت اسکے حق مین قبول فرما۔ قرآن شریف فرمادینگے بارخدایا اس بندہ نے میری خاطر سے تمام رات جاگتے جاگتے صبح کردی آج اسکو اسکا نعم البدل عطا فرما۔ ارشاد باری ہوگا کہ تمہاری سفارش منظور ہے ہمنے اسکو بخشدیا۔ ہان یہی وہ مہینہ ہے جسکے مناقب جلیلہ حضرت سیدنا انس رضی اللہ عنہ یہ بیان فرماتے ہین کہ رمضان سے ایک روز پیشتر جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ مین بیان فرمایا اے مسلمانو ہوشیار ہوجاؤ اب وہ مبارک مہینہ تمہارے سرون پر جلوہ افگن ہوتا ہے جسکو علو مرتبت ورفعت قدر کا انداز کرلینا کوئی آسان امر نہین ہے وہ بڑا مبارک اور عظیم القدر مہینہ ہے۔ اسمین ایک ایسی رات ہے جسکی برابری ہزار مہینے نہین کرسکتے اس مہینے کے روزے حق تعالیٰ نے تمپر فرض فرمائے ہین اور رات کا قیام یعنی تراویح سنت۔ اس مبارک مہینہ مین ایک نفل کا ثواب اور مہینون کے فرض کے ثواب کے برابر ہے۔ اور فرض کا ثواب دوسرے مہینون کے ستر فرضون کے ثواب کے برابر۔ ہان یہی تو شهر الصبر ہے۔ بھائی مسلمانو صبر کا بدلہ جانتے ہو کیا ہے۔ ہان جنت ہے۔ ہان یہی مہینہ شهر المواساۃ ہے۔ اسمین مسلمانون کو خزانۂ قدرت سے رزق پہونچتا ہے۔ اس مہینہ مین فقیرون مسکینون پر احسان کرو

ہاں یہ مہینہ وہی تو ہے کہ اگر کوئی شخص کسی غریب روزہ دار کا روزہ کھلوائے اُسکے
گناہوں پر قلم پھیر دیا جائے دوزخ سے آزادی ملے اور پھر یہ وسیع رحمت کہ روزہ دار کے
روزہ کے ثواب مین کچھ کمی ہوجائے یہ بھی نہ ہوگا۔ **صحابہ کرام** نے عرض کیا یارسول اللہ
صلی اللہ علیک وسلم بات تو بڑے کام کی اور نہایت ہی مفید ہے مگر ہر شخص کو اتنا کہاں
مقدور ہے کہ مسکینوں کو کھانا کہلائے۔ ارشاد ہوا رحمت الٰہی وسیع ہے کوئی بھی محروم
نہیں رہ سکتا اگر زیادہ توفیق نہیں تو ایک چلّو دودھ ایک خرما۔ ایک گھونٹ پانی سے
روزہ کہلوادو کہ یہی کافی ہے۔ ہاں یہ وہ مہینہ ہے جسکا اول رحمت۔ درمیان مغفرت
اخیر اسکا عتق من النار ہے۔ ہاں یہی وہ زیب وزینت والا مہینہ ہے جسکی صفت
حضرت **ابن عمرؓ** سے یہ منقول ہے کہ ایک سال سے دوسرے سال تک رمضان
کے انتظار مین جنت کی آراستگی کا انتظام کیاجاتا ہے طرح طرح سے بناؤ سنگھار
ہوتا ہے جب پہلی تاریخ رمضان کی آتی ہو عرش الٰہی کے نیچے سے ایک ہوا چلتی ہے
اور اشجار جنت کے پتونکی حرکت سے ایک عجیب دلکش اور موزون آواز سنائی دیتی
ہے جسکو سنکر حورین بن ٹھنکر جنت کی کھڑکیون مین آبیٹھتی ہین اور کہتی ہین کوئی ہمارا
خواستگار ہمارا چاہنے والا ہے تو ہمارے مالک حضرت رب العزت سے ہمارے وصال
کی درخواست کرے۔ پھر رضوان سے پوچھتی ہین کہ آج یہ کیا انتظام ہے یہ رونق یہ زینت
آجکی رات کیلئے ہے رضوان جواب دیتا ہے کہ تمکو خبر نہیں کہ رمضان المبارک کی آج
پہلی رات ہے صائمین امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ کیلئے جنت کے
دروازے کہولدیئے گئے ہین۔ ہاں یہی وہ مہینہ ہے جسکا حال حضرت سیدنا **ابو
مسعود غفاری** رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہین کہ مین نے اپنے کانوں سے سنا

آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا لو یعلم العباد ما فی شھر رمضان لتمنّی العباد ان یکون شھر رمضان سنۃ یعنی اگر میری امت کو رمضان کی فضیلتین کما ینبغی معلوم ہوجائین تو وہ یہ آرزو کرین کہ کاش سارا برس رمضان ہوتا۔
یہ بھی جان لینا چاہیے کہ رمضان رمض سے مشتق ہے بمعنی حر یعنی رمضان گناہون کو جلادالتا ہی یا رمض بمعنی اُس باران کیے جو فصل خریف مین آوی یعنی سب گناہون سے دھوکر پاک صاف کردیتا ہی

شب قدر

حضرات یہی وہ مبارک اور سعید مہینہ ہے جسمین لیلۃ القدر جیسی باشرف اور باقدر رات کی سرفرازی ہوئی۔ مسلمان بھائیو خیال تو کرو کہ تمہارا غمخوار تمہارا شفیع تمہارا نبی تمہارے ساتھ کسدرجہ مہربان ہے ایکدفعہ یون ہی بیٹھے بیٹھے خیال گذرا کہ دیکھا چاہیے کہ حق تعالیٰ میری امت کے ساتھ کیا معاملہ فرماوے۔ خاطر مبارک کا ذرا مغموم ہونا تھا کہ وحی پہونچی۔ اے میرے پیارے امت کے بارہ مین یہ فکر یہ غم کیون ہے یقین رکھو کہ تمہاری امت کو وہ مراتب علیہ دیئے جاوینگے جو انبیا سابقین کو مرحمت ہوئے ہین ملائکہ عظام اُنکے پاس آتے تھے سلام بجالاتے تھے اسیطرح تمہاری امت کے پاس بھی شب قدر مین ملائکہ کو بھیجونگا۔ ہان یہی وہ رات ہے کہ اس شب مین حضرت جبریل امین کو حکم ہوتا ہے کہ زمین پر جاؤ جبریل امین ملائکہ مقربین کا جمگھٹ اپنے ساتھ لیکر نہایت تزک اور اہتمام کیساتھ زمین پر آتے ہین اور سقف کعبہ قبر مبارک حضرت سید الانبیا علیہ الصلوٰۃ والثنا۔ مسجد بیت المقدس۔ مسجد طور سینا پر ایک ایک نشان نصب کرتے ہین اس انتظام کے بعد حضرت جبریل تمام ملائکہ کو حکم سناتے ہین کہ اب اپنے اپنے کام پر مستعد ہوجاؤ شہر یا جنگل۔ دریا یا پہاڑ جہان بھی ایک مسلمان ہوگا

وہان فرشتے پہونچکر سلام کرتے ہین اور صبح تک تقدیس و تہلیل مین مشغول رہتے ہین امت محمدیہ کی دعاؤن پر آمین کہتے ہین۔ البتہ جس گھر مین کتا یا شراب یا تصویر ہو وہان فرشتے داخل نہین ہوتے صبح ہونے پر سلام وداعی کہکر رخصت ہوتے ہین۔ ملائکہ آسمان استفسار کرتے ہین کہ کہان سے آتے ہو کہان گئے تھے حضرت جبریل جواب دیتے ہین کیا تمکو معلوم نہین کہ آج شب قدر تھی امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ کے پاس ہم بھیجے گئے تھے۔ ملائکہ پھر سوال کرتے ہین کہ خیر یہ تو فرمایئے کہ خدا تعالیٰ نے امت مرحومہ کیساتھ آج کیا برتاؤ کیا۔ حضرت روح القدس جواب دیتے ہین نظر الیھم فغفر لھم ہان حضرت رب العزت نے اپنے محبوب کی امت کو نظر شفقت ورحمت سے ملاحظہ فرماکر بخشدیا اس جواب کو سنکر تمام ملأ اعلیٰ مین خوشی کے شادیانے بجنے لگتے ہین دھو مین مچ جاتی ہین تسبیح وتحلیل کے شور سے کان پڑی آواز نہین سنائی دیتی۔ اس تہنیت ومبارکبادی کا شور سنکر عرش الٰہی بھی خوشی کے مارے تسبیح وتہلیل کا ڈنکا بجاتا ہے خطاب ہوتا ہے یا عرشی لم رفعت صوتک اے عرش مجید یہ خوشی کیسی ہے اور کیون شور مچا رکھا ہے۔ عرش الٰہی جواب دیتے ہین کہ بار خدایا خوشی کیسے نکرون آج تو نے صالحین امت محمدیہ کی مغفرت فرمائی اور گناہگارون کے حق مین انھون کی شفاعت قبول کرلی۔ حضور غوث الثقلین قطب الکونین سیدنا الشیخ محی الدین **عبد القادر جیلانی** رضی اللہ عنہ وارضاہ عنا فرماتے ہین کہ حضرت سیدنا جبریل علیہ السلام ہر مسلمان کو سلام کہکر اُس سے مصافحہ کرتے ہین اور مصافحہ جبریلی کی علامت یہ ہے کہ مسلمان کا بدن کانپ جاتا ہے آنکھون سے آنسو جاری ہوجاتے ہین دل ہلنے لگے۔

اس باعظمت ورفعت رات کی تعین مین محدثین کرام ومفسرین عظام کے اقوال مختلفہ پائے جاتے ہین۔ مثل مشہور ہے جو بندہ یابندہ۔ بہتر یہ ہے کہ اخیر عشرہ کی طاق راتو نمین

اس نعمت عظمیٰ کے حصول کی کوشش کرنا چاہیے مگر محققین کا یہی ارشاد ہے کہ جسکا نصیب یاوری کرے یہ دولت جسکو میسر ہو اُسکو مناسب یہی ہے کہ ظاہر نہ کرے کہتا نہ پھرے

احکام صوم

رمضان المبارک کے چاند کی رویت صرف ایک شخص کی شہادت پر معتبر ہے بشرطیکہ دیکھنے والا عادل اور کم سے کم مستور الحال ہو۔ اور عید کیلئے دو مرد یا ایک مرد دو عورتین ضرور ہین۔ مگر یہ اُسیوقت ہے کہ بادل محیط ہو ورنہ اگر مطلع صاف ہے توجم غفیر درکار کہ شہر کے بہت سے آدمی ہر طرف ہر محلہ مین دیکھین۔ حدیث صحیح مین وارد ہے لاتصوموا حتی تروا الھلال ولا تفطروا حتی تروہ فان غم علیکم فاقدروا لہ ثلثین۔ یعنی چاند دیکھکر روزہ رکہو اور چاند دیکھکر عید کرو اگر رمضان کی انتیس ۲۹ کو بادل کے سبب چاند نظر نہ آوے تو پورے تیس ۳۰ روزے رکہو حضرات چاند کا دار و مدار شریعت مطہرہ مین رویت پر رکھا گیا ہی منجمین کے حساب پر روزہ کا افطار و عدم افطار جایز نہین ہان ہان جنتری اسیارہ مین بالکل غیر معتبر ارشاد مقدس ہی نحن امۃ امیۃ لانکتب ولا نحسب الشہر ھکذا وھکذا وھکذا وعقد الابھام فی الثالثۃ ثم قال الشہر ھکذا وھکذا وھکذا یعنی تمام الثلثین یعنی یہ امت مرحومہ امیۃ ہی اُسکو ستارون کے حساب سے کوئی تعلق نہین۔ چاند کبھی تیس ۳۰ کا ہوتا ہی اور کبھی انتیس ۲۹ کا پس چاند دیکھکر روزہ رکہو اور چاند دیکھکر افطار کرو۔ جنکے دلون مین احکام شرعیہ کی بیوقعتی نہین پیدا ہوگئی ہی وہ بخوبی سمجھتے ہین کہ تار کا ذریعہ محض بے اعتبار شے ہی خطوط کی خبرین بالکل غیر مفید اور بیکار۔ البتہ کتاب القاضی الی القاضی کا ضرور اعتبار ہی مگر وہ یہان مفقود و معدوم۔

سحور کا کہانا سنت مصطفویہ ہے اسمین بھی بہت بڑی برکت ودیعت رکھی گئی ہی۔

فصل ما بین صیامنا و صیام اہل الکتاب اکلۃ السحر یعنی اہل کتاب اور اہل اسلام کے روزون مین مابہ الامتیاز سحری ہے۔ **سحور** اُس کھانیکو کہتے ہین جو رات کے آخری چھٹے حصہ مین کھایا جائے۔ یہ بھی یاد رکھنے کی بات ہے کہ سحر مین **تاخیر** اور افطار مین **تعجیل** مستحب ہے لایزال الناس بخیر ما عجلوا الفطر یعنی مسلمانون مین سے خیر و برکت اُسوقت تک نہ اُٹھیگی جبتک افطار مین جلدی کرتے رہینگے۔ ہان بادل کے دن انتظار و تاخیر کرنا چاہیئے۔

اگر روزہ دار نے عمداً روزہ مین کچھہ کھالیا یا پانی وغیرہ پی لیا یا صحبت کرلی تو اُسپر روزہ کی قضا اور کفارہ دونون لازم ہونگے۔ اگر کلی کرنے مین غلطی سے پانی نیچے اُتر گیا یا ناک کی راہ یا کان کی طرف سے پانی اوپر کو چڑھگیا یا کنکڑی نگل لی۔ یا قصداً مونہہ بھر کے قے کردی۔ یا سحری ایسے وقت کھائی کہ صبح صادق طلوع ہوچکی تھی اور وہ یہ سمجھتا تھا کہ ابھی رات ہے۔ یا غروب آفتاب کے خیال سے افطار کرلیا اور ہنوز آفتاب موجود تھا ان سب صورتون مین فقط قضا لازم آویگی کفارہ نہ آویگا۔ اور اگر بھولکر کچھہ کھا پی لیا۔ خواہ تھوڑا سا یا پیٹ بھر کر۔ یا صحبت کی۔ یا بلا اختیار دھوان یا غبار مونہہ مین چلا گیا تو روزہ باقی رہیگا۔ روزہ مین سرمہ لگانا مسواک کرنا مباح ہے۔ سالن کا مزہ چکھنا اور وہ بھی اسطرح پر کہ حلق تک اُسکا اثر نہ پہونچے مکروہ ہے۔ اگر بچہ بھوک کے مارے بیقرار ہے اور بغیر اسکے کہ چباکر اُسکو نہ دیا جاے وہ نہین کھا سکتا تو اُسکے لئے چبانا مکروہ نہین ہے۔ شیخ فانی جو روزہ نہ رکھہ سکے وہ ہر دن ایک مسکین کو پیٹ بھر کر کھانا کھلادے۔ حاملہ عورت۔ دودھ پلانیوالی۔ مریض یہ سب روزہ افطار کرسکتے ہین۔ بشرطیکہ روزہ رکھنے سے یا خود اُسکو تکلیف زیادہ ہو یا بچہ کے ضرر کا خوف ہو یا مرض کے بڑھجانیکا اندیشہ علیٰ ہذا القیاس

مدت سفر کا مسافر بھی افطار کرسکتا ہے مگران سب ۔ مرضعہ حاملہ ۔ مریض ۔ مسافر پر قضا لازم ہوگی۔

آداب صوم

جھونٹ نہ بولے کسیکی غیبت نہ کرے بیہودہ فحش باتین زبان سے نہ نکالے ۔ خلاف شرع آنکھہ اُٹھا کر نہ دیکھے۔ جس جلسہ مین غیبت یا کذب یا بیہودہ گوئی ہرزہ سرائی ہو وہان نہ بیٹھے کہ ان امور کے بعد روزہ رکھنا اور نہ رکھنا یکسان ہوجاتا ہے ۔ ارشاد مقدس ہے ۔ کم من صایم لیس له من صومه الا الجوع والعطش یعنی بہت سے روزہ دارون کو روزہ رکھنے سے بجز بھونک اور پیاس کے کچھہ بھی حاصل نہین ہوتا۔ دوسری جگہہ ارشاد ہوتا ہے خمس یفطرن الصایم الکذب والغیبة والنمیمة والیمین الکاذبة والنظر بشهوة ۔ یعنی پانچ روزہ دار ایسے ہین جنکا روزہ افطار کے حکم مین ہے ۱ دروغگو ۲ پیٹھ پیچھے کسیکی برائیان کرنیوالا ۳ چغلی کرنیوالا ۴ جھوٹی قسم کہانیوالا ۵ شہوت کی نظر سے غیر عورت کو دیکھنے والا۔ روزہ سے غرض نفس کا ضعیف کرنا خواہشون کا مارنا ہے لہذا افطار کے بعد خوب سا پیٹ بھر کر کہانا نہ کہائے ۔ بعد افطار خدا کیطرف لولگی رہے کہ دیکھئے ہمارا روزہ مقبول ہوا یا مردود ۔ حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے اس ماہ مبارک مین چند آدمیون کو دیکھا کہ نہایت شادان و فرحان بیٹھے ہوے ہنستے ہین آپنے نہایت پرحسرت لہجہ مین ارشاد فرمایا کہ تمکو یہی کچھہ خبر ہے کہ یہ کون مہینہ ہے اور اسمین کیا کرنا چاہیئے ہر شخص یہی ساعی ہے کہ مین اچھی طرح عبادت کرون اور بازی جیت لون بعض تو اپنی تیز او رمستعد ہمت کے گھوڑے اڑائے ہوئے منزل مقصود تک پہونچگئے اور بعض پست ہمت راہ مین تھک کر رہگئے انکی ساری محنت برباد ہوئی بجز خسران کے اور کچھہ

نہ حاصل ہوا۔ پس کسقدر تعجب انگیز اور اندوہناک یہ امر ہے کہ جسد نمین پہونچنے والے پہونچگئے۔ اور پست ہمت ناکامیاب رہے اُسدن ہین کون ذیعقل اپنی عمر کو رائیگان کردیگا قسم خدا کی اگر پردہ اُٹھا دیا جائے تو مقبول بندے اپنی قبولیت کی خوشی مین مطرود مین اپنی حسرت و ندامت پر ہنسی کا نام نہ لین۔

تراویح

قیام رمضان جسکو فقہا کی اصطلاح مین تراویح کہتے ہین سنت ہے فقہاء محققین نے روایت فرمائی ہے فرض اللہ علیکم صیام رمضان وسنت لکم قیامہ یعنی خدائے تعالے نے مسلمانون پر رمضان کے روزے فرض کیئے اور تراویح کو مین نے سنت ٹھہرایا یا درکھنا چاہیے کہ زمانہ جناب سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم مین تراویح کی جماعت چند ایام تک ہوکر بخوف فرضیت جماعت ترک کردیگئی۔ بعد کو زمانۂ خیر صحابۂ کرام مین بیس۲۰ رکعت تراویح کی جماعت کا التزام و اہتمام بہیئت کذائیہ ہوگیا۔ اور قرناً بعد قرن عصراً بعد عصر اُسی پر عمل درآمد رہا۔ اسیواسطے جماہیر علماء حنفیہ نے تمام متون اور شروح اور فتاوی مین بیس۲۰ رکعت تراویح کا سنت موکدہ ہونا تحقیق فرمایا ہے۔ اور رسایل مستقلہ اس بارہ مین تصنیف فرمائے ہین۔ مگر افسوس کہ اس زمانہ مین وہابیہ ضالین نے روافض لیام کی فضلہ خواری مین اتباع حدیث کو منحصر سمجھ رکھا ہے۔ اس سنت موکدہ کو بحیلۂ زیادت علے السنتہ فعل ضلالت قرار دیتے ہین دیکھو تالیفات مطبوعہ صدیق حسن خان وغیرہ۔ حضرت امیر المومنین سیدنا جناب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے

جو تراویح کی ہیئت کذائیہ مستحسنہ کی نسبت نعمت البدعۃ فرمایا ہی
بعض شیاطین وہابیہ نے اسکے معنی یہ لکھدیئے کہ بہت بری ہے تراویح دیکھو
رسالۂ **اعتصام السنہ** مولفہ **قاضی جہاؤ مطبوعہ کانپور**
بعض گمراہ علی الاعلان یہ بھی کہتے ہین کہ ہمتو صرف سنت رسول اللہ کو مانتے
ہین نہ عمرؓ کو جانین نہ علیؓ کو مانین نعوذ باللہ من ذٰلک افسوس صد افسوس ہین
کہ اتباع سنت کا دم بھر کر اپنے آپ کو سچا متبع حدیث مان کر ارشاد مبارک
علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین اور فرمان ہدایت نشان
سیحدث بعدی امور واحبہا الی ما احدث عمرؓ الحدیث وغیرہ کو
مردود ٹھہرائین۔ اور باایںہمہ آپ کو سنی بتا کر روافض کیطرح حضرات خلفاء راشدینؓ
پر تبرا کرین اور زیادہ تحقیق اسکی جامع الشواہد و فتح المبین وغیرہ مین دیکھہ لینا چاہئے
باقی لفظ **بدعت** کی تحقیق یہ ہے کہ لغت مین ہر نو پیدا چیز کو بدعت کہتے ہین۔
اور شرعاً بمقابلہ سنت کے ہی پس اس معنی کر جو امر بعد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے
حادث ہوا اگر وہ مزاحم و مغیر سنت ہو تو ایسا ہر امر ضرور بالیقین ضلالت ہے۔ اور
جو امر موافق سنت اور داخل حکم شریعت ہو وہ یقیناً حکماً داخل سنت ہے اور بلحاظ ہیئت
خاصہ کے اُسپر بدعت حسنہ کا اطلاق کیا جاتا ہے اور بدعت حسنہ بالاتفاق موجب اجر و ثواب ہے۔ فقط

الراقم

خادم سنت واہل سنت (حضرت مولانا مولوی حکیم) عبد القیوم حنفی قادری بدایونی (دام مجدہٗ)